http://www. Khatme-nubuwwat.org/

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۸ | ۱۱ تا ۱۷ صفر المظفر ۱۴۲۰ھ بمطابق ۲۸ مئی تا ۳ جون ۱۹۹۹ء | شمارہ نمبر ۱

ہفت روزہ ختم نبوت کا اٹھارواں سال

ہوا ہے تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے

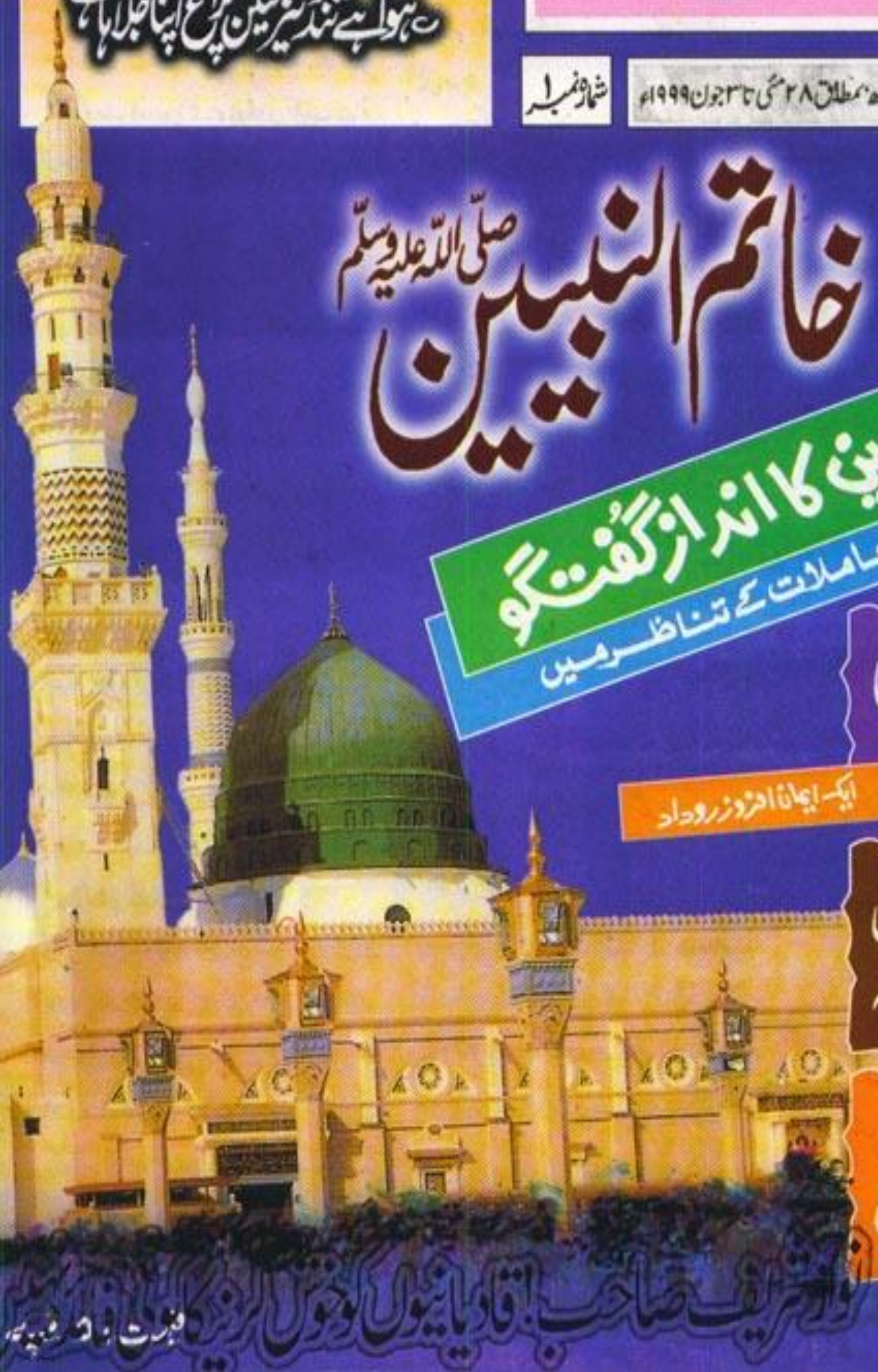

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

رسول آخرین کا انداز گفتگو

وفود سے معاملات کے تناظر میں

معروف صحافی زیڈ اے سلہری قادیانیت سے کیسے تائب ہوئے؟

ایک ایمان افروز روداد

مرزا قادیانی کے نزدیک محمدی بیگم سے آسمانی نکاح کا فلسفہ

مغربی خواتین کا قبول اسلام اور امریکی ذرائع ابلاغ کی معاندانہ روش

نواز شریف صاحب! قادیانیوں کو خوش کرنے کا [illegible]

قیمت [illegible] روپیہ

حلال مال صدقہ کرنے سے بلا دور ہوتی ہے حرام مال سے نہیں :

س..... علماء سے سُنا ہے کہ صدقہ رد بلا ہے۔ صدقہ ہر مرض کا علاج ہے کیا یہ درست ہے؟ کسی شخص کو سایہ کا دورہ پڑتا ہے یا جادو کی تکلیف ہے تو کیا صدقہ کرنے سے اس کی تکلیف یا دورہ میں فرق پڑے گا؟ کسی تکلیف کے لئے صدقہ کس طرح کرنا چاہئے؟ کیا صدقہ کی منت ماننی بھی جائز ہے مثلاً اے خدا اگر فلاں تکلیف اتنے عرصہ میں دور ہو جائے تو میں اتنا صدقہ کروں گا جائز ہے؟ ایک شخص کہتا ہے کہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اللہ رشوت لے کر تکلیف دور کرتا ہے اگر صدقہ ہر مرض کا علاج ہے صدقہ کرنے سے تکلیف پریشانی دور ہوتی ہے تو پھر گنجا پن بھی ایک بیماری ہے تو کیا صدقہ کرنے سے سر پر بال اگ آویں گے صدقہ صرف غریبوں کا حق یا مسجد میں بھی دیا جاسکتا ہے مہربانی فرما کر صدقہ کے بارے میں مندرجہ بالا سوالات کا مفصل جواب تحریر فرمائیں۔ صدقہ سے کونسی تکلیف بیماری دور ہو سکتی ہے اور کس طرح کرنا چاہئے؟

ج..... صدقہ رد بلا کا ذریعہ ہے لیکن "ہر مرض کا علاج ہے" یہ میں نے نہیں سنا جو مصائب و تکالیف اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے پیش آتی ہیں وہ صدقہ سے ٹل جاتی ہیں کیونکہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ منت ماننا جائز ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔ اس لئے بجائے منت ماننے کے نقد صدقہ کرنا چاہئے غریبوں اور محتاجوں کی خدمت بھی صدقہ ہے اور مسجد کی خدمت بھی صدقہ ہے مگر صدقہ پاک مال سے ہونا چاہئے ناپاک اور حرام مال میں سے کیا ہوا صدقہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا۔

غیر اللہ کی نیاز کا مسئلہ :

س..... کیا امام جعفر صادقؒ کی نیاز اور گیارہویں کا کھانا حرام ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی غیر کی نیاز نہیں ہوتی؟

ج..... غیر اللہ کے نام جو نیاز دی جاتی ہے اگر اس سے مقصود اس بزرگ کی روح کو ایصال ثواب ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جو صدقہ کیا جائے اس کا ثواب اس بزرگ کو بخش دینا مقصود ہو تو یہ صورت تو جائز ہے۔ اور اگر محض اس بزرگ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کے نام کی نذر نیاز دی جائے تاکہ وہ خوش ہو کر ہمارے کام بنائے تو یہ ناجائز اور شرک ہے۔

بکری کسی زندہ یا وفات شدہ کے نام کرنا :

س..... کیا یہ صحیح ہے کہ ایک بکری کسی زندہ یا وفات شدہ کے نام کر دیں اور پھر اس کو ذبح کریں تو اس کا کھانا جائز ہے؟ یا ایسا کہے کہ میرا یہ فلاں کام ہو گیا تو میں یہ بکری اس ولی اللہ کے نام پر ذبح کروں گا؟

ج..... بکری کسی بزرگ کے نام کر دینے سے اگر یہ مراد ہے کہ اس صدقہ کا ثواب اس بزرگ کو پہنچے تو ٹھیک ہے اور اس بکری کا گوشت حلال ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کی گئی ہو۔ اور اگر اس بزرگ کے نام چڑھاوا مقصود ہے تو یہ شرک ہے اور وہ بکری حرام ہے الا یہ کہ نذر ماننے والا اپنے فعل سے توبہ کر کے اپنی نذر سے باز آجائے۔

خاتون جنت کی کہانی من گھڑت ہے اور اس کی منت ناجائز :

س..... اگر کوئی خاتون یہ منت مانے کہ اگر میرا فلاں کام پورا ہو جائے تو خاتون جنت کی کہانی سنوں گی۔ میں نے بھی تین سو دفعہ خاتون جنت کی کہانی سننے کی منت مان رکھی ہے لیکن تین سو دفعہ سننا دشوار ہو رہا ہے آپ کوئی حل بتلائیں۔

ج..... خاتون جنت کی کہانی من گھڑت ہے نہ اس کی منت درست ہے نہ اس کا پورا کرنا جائز۔ آپ اس منت سے توبہ کریں اس کے پورا نہ کرنے کی وجہ سے پریشان نہ ہوں۔

پرائی لکڑیوں سے پکی ہوئی چیز جائز نہیں :

س..... ہم نے اللہ کے نام پر کچھ پکا کر تقسیم کرنے کا ارادہ کیا اور وہ اللہ کے حکم سے پورا ہو گیا۔ پکانے کے دوران لکڑی کی کمی ہو گئی اور کسی پریشانی یا کسی وجہ سے لکڑی نہ مل سکی تو ہم نے کسی گراؤنڈ سے تھوڑی سی لکڑی اٹھالی کام پورا ہو گیا۔ لکڑی کے مالک کو ڈھونڈنا پریشان کن تھا اس لئے لکڑی کے وزن کے مطابق جو رقم بنتی تھی وہ خیرات کر دی۔ کیا چیز جو تقسیم کی گئی وہ حرام ہو گئی؟

ج..... اللہ کے نام پر جو چیز دی ہو اتنی رقم پہلے سے کسی مستحق کو دے دینی چاہئے۔ پکا کر کھلانا کوئی ضروری نہیں اور پرائی لکڑی اٹھا کر اللہ کے نام کی چیز پکانا جائز نہیں۔ جس کی لکڑیاں تھیں اس کو تلاش کر کے ان لکڑیوں کی قیمت ادا کی جائے یا اس سے معافی مانگی جائے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

جلد ۱۸ | ۱۱ تا ۱۷ صفر المظفر ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۸ مئی تا ۳ جون ۱۹۹۹ء | شمارہ ۱

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مولانا محمد علی جالندھریؒ

مولانا لال حسین اخترؒ

مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

مولانا محمد حیاتؒ

مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

مولانا محمد شریف جالندھریؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مولانا عبدالرحیم اشعر

مولانا مفتی محمد جمیل خان

مولانا نذیر احمد تونسوی

مولانا سعید احمد جلالپوری

مولانا منظور احمد الحسینی

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

قانونی مشیر

حشمت حبیب ایڈووکیٹ

ڈیزائنگ و ترتیب

ارشد خرم

کمپیوٹر کمپوزنگ

فیصل عرفان

سرپرست: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

اس شمارے میں

نواز شریف صاحب! قادیانیوں کو خوش کرنیکا کوئی فائدہ نہیں (اداریہ) 4

مرزا قادیانی کے نزدیک محمدی بیگم سے نکاح کا فلسفہ (مولانا محمد یوسف لدھیانوی) 6

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم .... (ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر) 11

معروف صحافی زیڈ اے سلہری قادیانیت سے کیسے تائب ہوئے (محمد متین خالد) 14

ہفت روزہ "ختم نبوت" کا اٹھارہواں سال .... (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 21

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز گفتگو .... (پروفیسر منزہ خانم) 22

مغربی خواتین کا قبول اسلام اور امریکی ذرائع ابلاغ کی معاندانہ روش (نسرین کوثر) 24

اخبار ختم نبوت 26

زرِ تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، ۹۰ ڈالر یورپ، افریقہ، ۷۰ ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بحارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک، ۶۰ امریکی ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک: فی شمارہ ۵ روپے، سالانہ ۲۵۰ روپے، ششماہی ۱۲۵ روپے، سہ ماہی ۷۵ روپے

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ نمبر ۴۸۷/۹ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان

فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

لندن آفس

35 STOCKWELL GREEN
LONDON, SW9, 9HZ, U.K.
PHONE: 0171-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نواز شریف صاحب! قادیانیوں کو خوش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت ۱۷ مئی کو سالانہ "ختم نبوت کانفرنس" مرکزی دفتر ختم نبوت ملتان میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کی صدارت شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ نے کی جبکہ مہمان خصوصی کی حیثیت سے مرشد العلماء حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی' جمعیت علماء اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمٰن' مجلس تحفظ حقوق اہل سنت کے مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ' تنظیم اہل سنت کے سربراہ مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالستار تونسوی' جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے رئیس ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' مجلس تعاون اسلامی کے سربراہ مفتی نظام الدین شامزئی' مجلس علماء اہل سنت کے مولانا عبدالکریم ندیم' مولانا عبدالغفور حقانی' جمعیت علماء اسلام کے مولانا محمد عبداللہ' مولانا لقمان علی پوری' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علامہ احمد میاں حمادی' مولانا اسمٰعیل شجاع آبادی' مولانا انوار الحق حقانی اور دیگر علماء کرام نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نواز شریف اگر امریکہ کی خوشنودی کے حصول کے لئے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ قادیانیوں کو رعایت دیں گے تو یہ ان کی سب سے بڑی بھول ہوگی اور اس کی سزا بہت سخت ہوگی۔ جس حکمران نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا احساس نہیں کیا وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکا۔ نواز شریف کے دور میں پروفیسر عبدالسلام قادیانی کے یادگاری ٹکٹ جاری ہو گئے' ربوہ کا نام نیو قادیان رکھنے کی کوشش کی گئی صحب قادیانی وکیل مجیب الرحمٰن کا احتساب بنچ میں تقرر کیا گیا اور اس نے ہائی کورٹ میں قادیانیت کی تبلیغ کی اور اب نواز شریف کے دور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر پر چھاپہ پڑا۔ ان تمام واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ نواز شریف قادیانیوں کو کوئی رعایت دینا چاہتے ہیں تو اس سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا واضح موقف ہے کہ وہ کسی صورت میں ایسا ہونے نہیں دے گی۔ اگر انگریزوں کے ظالمانہ دور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کے تحفظ اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا گیا تو آج مسلم حکمرانوں کی موجودگی میں اس کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے؟ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس سلسلے میں کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔ جمعیت علماء اسلام کے قائد نے اس موقع پر جس طرح حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد اور حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی کے اشارے پر جانوں کی قربانی دینے کا عزم کیا اس نے اسلاف کی یاد تازہ کر دی۔ مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالستار تونسوی اور مولانا عبدالغفور حقانی' مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب نے بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون کا یقین دلایا۔ اس پر حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب نے سب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور حکومت پر واضح کیا کہ وہ اس قسم کے اقدامات سے گریز کرے اور قادیانیوں کو رعایت دینے کے بجائے ان کی ارتدادی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرے۔

صدر صاحب کا اظہار افسوس!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر پر پولیس چھاپہ کی اطلاع ملتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رکن مجلس شوریٰ مولانا مفتی محمد جمیل خان نے صدر پاکستان کے پرائیویٹ سیکریٹری سے بات کی اور صدر صاحب کو واقعہ کی سنگینی سے آگاہ کرنے کے لئے کہا' جس پر انہوں نے کہا کہ فیکس کر دی جائے۔ فوری طور پر صدر پاکستان کو واقعہ کی تفصیل فیکس کی گئی' جس پر صدر صاحب نے اس دن وزیر اعلیٰ پنجاب (جو ان سے ملاقات کے لئے آئے تھے) سے بات چیت کی جس پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے تحقیقات کا حکم دیا اور انتظامیہ سے کہا کہ وہ فوری طور پر اس کی تحقیقات کریں۔ اس کارروائی کے بعد فوری طور پر کمشنر اور ڈپٹی کمشنر ملتان دفتر ختم نبوت آئے اور اس واقعے پر معافی طلب کی اور اس کا بھی عندیہ دیا کہ ہم اس سلسلے میں اضافی پریس نوٹ جاری کریں گے۔ صدر صاحب کے اس اظہار ہمدردی اور واقعہ کی تحقیق پر ہم ان کے تہہ دل سے ممنون ہیں انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ثبوت دیا لیکن ہم وزیر اعلیٰ پنجاب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ صرف اتنا اقدام کافی ہے؟! ابھی تک ذمہ دار افسران کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی اور نہ ہی اخبارات میں اضافی پریس نوٹ جاری کیا گیا ہے۔ فوری طور پر حکومت پنجاب معافی مانگے اور ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کرے تب ہم سمجھیں گے کہ حکومت پنجاب قادیانیوں کے بجائے مسلمانوں کی طرفدار ہے۔

نیو قادیان سے چناب نگر تک

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی کوشش سے پنجاب اسمبلی نے ربوہ کے نام کی تبدیلی کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کی جس پر ہم نے ان کو خراج تحسین پیش کیا بد قسمتی سے اس موقع پر ہمارے بعض کرم فرماؤں کی عجلت کی وجہ سے ربوہ کا نام "نیو قادیان" ہو گیا اور اس کا نوٹیفکیشن جاری ہوا۔ تختیاں تک لگ گئیں' قادیانیوں نے خوشی کے شادیانے بجائے اور مرزا طاہر نے کہا کہ مرزا بشیر الدین کی پیش گوئی پوری ہوئی' مولویوں کے ہاتھوں ہمیں دوسرا قادیان مل گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اس پر تشویش ہوئی مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور مولانا اللہ وسایا کے مشورے کے بعد وزیر اعظم' صدر پاکستان کو خطوط اور ٹیلی گرام اور مرزا طاہر کے اخباری بیانات جاری کئے گئے۔ آخر کار لاہور کے بعض مخلص حضرات کی معرفت وزیر اعظم نواز شریف کے والد جناب صفدر صاحب کی خدمت میں درخواست پیش کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے اس سلسلے میں دینی غیرت کا مظاہرہ کیا اور جناب محمد شریف' نواز شریف اور شہباز شریف سے مل کر اس قصہ کو ختم کیا اور نیو قادیان کے بجائے چناب نگر کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب' حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور ختم نبوت کے تمام رضاکاروں کی طرف سے جناب صفدر صاحب خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے' ان سے مزید درخواست ہے کہ وہ مجیب الرحمٰن قادیانی وکیل کو برطرف کرانے اور پروفیسر عبدالسلام کے یادگاری ٹکٹ کو ضبط کرنے کے لئے جدوجہد کریں۔

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور علامہ احمد میاں حمادی کا اعزاز

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ 'شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا عارف باللہ' ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل' شیخ طریقت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم العالیہ نے ۱۷/ مئی کو بعد نماز عصر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مجلس شوریٰ کے رکن اور سندھ کے روحانی سلسلے ہالیجی شریف کے فرزند حضرت علامہ احمد میاں حمادی کو خلعت خلافت سے سرفراز فرما کر ان دونوں بزرگوں پر جو روحانی اعتماد کیا وہ صرف ان دو بزرگوں کے لئے ہی نہیں بلکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہر فرد کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔ یہ دونوں اکابر جنہوں نے اپنی زندگیاں ختم نبوت کے لئے وقف کی ہوئی ہیں بقول حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی یہ دونوں بہت اونچی شخصیت اور اونچی نسبت رکھنے والے لوگ ہیں۔ ان کی نیکی پر فرشتے رشک کرتے ہیں۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے جس طرح والد محترم مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نظم وضبط کو سنبھالا وہ قابل رشک ہے۔ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کا اعتماد اور ان دونوں بزرگوں پر یہ بار خلافت انشاء اللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام میں مزید فعال ہو گا' اس میں ایک اونچے درجے کی روحانیت پیدا ہو گی۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' حضرت مولانا احمد میاں حمادی اس عظیم اعتماد پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔ (آمین)

جوے کی اسکیمیں

ملک کو موجودہ حکومت نے ابتدا ہی سے سودی اسکیموں کی طرف لگا کر سود کا ایک ایسا دروازہ کھولا کہ اس وقت پورا ملک جوے کا اڈا بنا ہوا ہے۔ جبکہ سپریم کورٹ میں سود کی حرمت سے متعلق اپیل کی سماعت بھی ہو رہی ہے اگرچہ حکومت کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سود کی حرمت سے متعلق فیصلہ کو روکنے کے لئے بھرپور اقدامات کرے گی۔ بڑے بڑے وکلا کو پیش کیا جا رہا ہے کہ وہ بینک کے سود کو حلال کر دیں۔ اس سے قطع نظر اس وقت تمام بڑے بڑے بینکوں کی آمدنی نے انعامی اسکیم کے ذریعہ جوے کا ایک ایسا دروازہ کھولا ہے جس کی وجہ سے حلال کاروبار تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ فوری طور پر تمام بینکوں کی سودی اور جوے کی اسکیموں کو بند کرے' اسی طرح تمام غیر اسلامی کاروباروں پر پابندی لگائے تاکہ قوم کو دھوکہ دینے والی انعامی اسکیمیں بھی بند ہو سکیں' ورنہ اللہ تعالیٰ کا ایسا عذاب آئے گا جو پورے ملک کو تباہ کر کے رکھ دے گا۔ (اللھم احفظنا منہ)

مرزا قادیانی کے نزدیک محمدی بیگم سے آسمانی نکاح کا فلسفہ

مرزا صاحب کا محمدی بیگم سے آسمانی نکاح کا فلسفہ یہ تھا کہ اگر موصوفہ ان کے حبالہ نکاح میں آجاتی تو انہیں اس دعوے میں کوئی کلفت نہیں رہے کہ وہ بعینہٖ "محمد رسول اللہ" ہیں (نعوذ باللہ) مگر افسوس ہے کہ نتیجہ مرزا صاحب کی ہوس خام کے برعکس نکلا اور ان کی یہ "الہام بازی" ہی ان کے مقصد کے لئے سدراہ بن گئی ...... (مرتب)

آسمانی نکاح:

مرزا صاحب نے "محمدی بیگم" کے سلسلہ میں جن آیات میں تحریف کی ہے ان میں سے ایک سورہ احزاب کی مندرجہ ذیل آیت ہے جس میں حضرت زینبؓ کے "نکاح آسمانی" کا ذکر ہے:

ترجمہ: "اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص سے فرمارہے تھے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انعام کیا کہ اپنی بی بی (زینبؓ) کو اپنی زوجیت میں رہنے دے اور خدا سے ڈر' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دل میں وہ بات (بھی) چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں (کے طعن) سے اندیشہ کرتے تھے' اور ڈرنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا ہی سے زیادہ سزاوار ہے۔ پھر جب زید کا اس سے جی بھر گیا (یعنی طلاق دے دی اور عدت بھی گزر گئی) تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا نکاح کر دیا۔"

(الاحزاب: ۳۸)

آیت کی شان نزول مختصراً یہ ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور متبنیٰ[1] تھے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح اپنی پھوپی زاد بہن حضرت زینبؓ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کر دیا تھا' نکاح کے بعد میاں بیوی کے مابین موافقت نہ ہوئی اور حضرت زیدؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی بار بار

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

شکایت شروع کی اور طلاق کا ارادہ ظاہر کیا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فہمائش کی کہ "اللہ سے ڈرو' ایسا خیال بھی دل میں مت لاؤ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر اہم تر بات یہ تھی کہ یہ رشتہ حضرت زینبؓ اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحشؓ نے باوجود ظاہری عدم کفایت کے محض اللہ و رسول کی رضا کے لئے قبول کیا تھا' اب اگر زیدؓ طلاق دے دیتے ہیں تو انہیں اس کا شدید صدمہ پہنچے گا' اور ان کی اشک شوئی کی کوئی بہتر صورت اس کے سوا نہیں ہوگی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینبؓ کو شرف زوجیت بخشیں' مگر چونکہ جاہلی دستور کے موافق متبنیٰ (لے پالک) کی مطلقہ سے نکاح کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا' اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ تھا کہ منافقین اس قصہ کو غلط رنگ پیش کریں گے' بالآخر جب حضرت زیدؓ نے طلاق دے دی اور عدت پوری ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ ہی کے ذریعہ نکاح کا پیغام حضرت زینبؓ کو بھیجا' حضرت زیدؓ نے یہ پیغام دیا تو وہ بولیں: "ما انا بصانعة شیئاً حتی اوامر ربی" "یعنی" میں کچھ نہ کروں گی جب تک کہ اپنے رب سے مشورہ نہ کرلوں" یہ کہہ کر فوراً اٹھیں' وضو کیا اور اپنے گھر کی مسجد میں جاکر نماز میں مشغول ہو گئیں ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول شروع ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی' جس میں یہ اطلاع دی گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد حضرت زینبؓ سے خود اللہ تعالیٰ نے آسمان پر کر دیا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور صاحب خانہ کی حیثیت میں بلا اجازت ان کے پاس تشریف لے گئے۔

(صحیح بخاری ص ۷۶۱' ج ۲)

یہ آسمانی نکاح اگر ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان خصوصیت تھی تو دوسری طرف یہ حضرت زینبؓ کی ایسی فضیلت تھی جو امہات المومنین (رضی اللہ عنھن) میں سے کسی کو حاصل نہ تھی۔ چنانچہ وہ امہات المومنینؓ سے کہا کرتی تھیں:

زوجکن اھلوکن وزوجنی اللہ من فوقت سبع سمٰوات...... (نسائی: ۷۵ ج ۲'جامع ترمذی ص ۱۵۳ ج۲' وقال ہذا حدیث حسن صحیح)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارا نکاح تمہارے عزیز و اقارب نے کر دیا اور میرا نکاح اللہ رب العزت نے سات آسمانوں کے اوپر پڑھا۔"

نیز وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتیں: یا رسول اللہ! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین باتوں پر ناز ہے' جن میں دیگر ازواج شریک نہیں اول یہ کہ میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا ایک ہیں (یعنی جناب عبدالمطلب' جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی دادا اور حضرت زینبؓ کے حقیقی نانا تھے) دوم یہ کہ آپ سے میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان پر پڑھا' سوم یہ کہ جبرئیل علیہ السلام نے اس نکاح کی سفارت کے فرائض انجام دیئے۔ (اخرجہ ابن جریر عن الشعبی کمافی الخصائص الکبریٰ ص ۲۰۲'ج ۲)

اور یہ کہ: "یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج میں میرا حق آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے زیادہ ہے' میرا نکاح سب سے بہتر' میرا سفیر سب سے معزز اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا رشتہ سب سے قریب تر ہے' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے عرش پر پڑھا' جبریل علیہ السلام میرے نکاح کے پیغام رساں ہوئے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی زاد ہوں' یہ قرب و منزلت میرے سوا کسی اور بی بی کو حاصل نہیں۔"

(اخرجہ الطبری وابوالقاسم الطحاوی فی کتاب الحجۃ والتبیان فتح الباری ص ۳۰۵ ج ۱۳)

خود امہات المومنین کو بھی ان کی اس فضیلت و خصوصیت کا برملا اعتراف تھا' ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں:

"اللہ تعالیٰ زینب بنت جحش پر رحمت فرمائے' اس نے اس دنیا میں وہ شرف پایا کہ کوئی شرف اس کے برابر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا ہی میں کر دیا اور قرآن میں اس کا نزول ہوا...... وہ جنت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔"

(طبقات ابن سعد ص ۱۰۸ ج ۸' خصائص کبریٰ ص ۳۰۱ ج۲)

ام المومنین ام سلمہؓ حضرت زینبؓ کا یہ ارشاد نقل کیا کرتی تھیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات سے اس امر میں ممتاز ہوں کہ ان کے نکاح مہر کے بدلے میں ہوئے اور ان کے عزیز و اقارب نے پڑھائے اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود پڑھا اور اسے اپنی کتاب میں نازل فرمایا' جس کو مسلمان تاقیامت پڑھتے رہیں گے اور جس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوگا۔

(خصائص ص ۳۰۱ ج ۱۳' فتح الباری ص ۳۵۰ ج ۱۳)

ایک موقعہ پر حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی گفتگو ہوئی تو حضرت زینبؓ نے فرمایا: میں وہ ہوں جس کا نکاح آسمان سے نازل ہوا اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا: میں وہ ہوں جس کی طہارت و نزاہت آسمان سے نازل ہوئی الخ

(تفسیر ابن کثیر ص ۴۷۷ ج ۳)

ان روایت سے واضح ہو جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زینبؓ سے عقد زمین پر نہیں بلکہ آسمان پر ہوا تھا' یہی وہ خصوصیت تھی جس پر حضرت زینبؓ کو ناز تھا اور جس میں وہ تمام امہات المومنینؓ میں ممتاز سمجھی جاتی تھی اسی بنا پر علمأ امت نے اس نکاح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں شمار کیا ہے

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

"اور یہ نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان خصوصیات میں سے ہے جن میں باجماع امت کوئی دوسرا شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نہیں۔ اسی بنا پر حضرت زینبؓ' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے مقابلہ میں فخر سے کہا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے ماں باپ نے کیا اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے کیا۔" (تفسیر قرطبی ص ۱۹۲ج ۱۴

مزید تفصیل کیلئے: دیکھئے فتح الباری ص ۳۲۵ ج ۸' خصائص کبریٰ ص ۲۰۳ ج ۳ ومابعد' زرقانی شرح مواہب ص ۲۳۴ ج ۵ وغیرہ)

مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ محترمہ محمدی بیگم کے والدین کسی طرح یہ رشتہ انہیں دینے پر آمادہ نہیں تو انہوں نے بھی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے "نکاح آسمانی" کی نقالی کرتے ہوئے اعلان کر دیا کہ اللہ تعالیٰ محمدی بیگم سے میرا نکاح خود کر چکا ہے' چنانچہ اعلان ہوا : اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء کی پیش گوئی کا انتظار کریں جس کے ساتھ یہ بھی الہام ہے :

"اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات (یعنی محمدی بیگم کا مرزا صاحب کے نکاح میں آنا) سچ ہے؟ کہہ ہاں! مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے' ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی نہیں بدلا سکتا اور نشان دیکھ کر منہ پھیر لیں گے اور قبول نہیں کریں گے اور کہیں گے یہ کوئی پکا فریب یا پکا جادو ہے۔"

(مرزا صاحب کا اشتہار ۲۷/دسمبر ۱۸۹۱ء تبلیغ رسالت ص ۸۵ ج ۲ مجموعہ اشتہارات جلد اول ص ۳۰۱)

ہم قبل ازیں عرض کر چکے ہیں کہ آیات قرآنی کی قطع و برید کر کے مرزا صاحب "الہام" تیار کیا کرتے ہیں' چنانچہ یہاں بھی مختلف جگہ کی چار آیات کو کاٹ چھانٹ کر آنجناب نے "آسمانی نکاح" کا الہام وضع فرمایا ہے' اس میں سے خط کشیدہ فقرہ سورۂ احزاب کی محولہ بالا آیت کا قطعہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت زینبؓ کے نکاح آسمانی کا ذکر تھا' اور جو بقول امام قرطبیؒ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی خصوصیت تھی جس میں کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نہیں۔" مگر مرزا صاحب نے بزور تحریف یہ فقرہ وہاں سے اٹھا کر اپنے خود ساختہ "الہام" میں ٹانک لیا اور اسے محمدی بیگم کے رشتہ پر چسپاں کر لیا' اس تحریف سے وہ متعدد مقاصد حاصل کرنا چاہتے تھے :

اول یہ کہ لڑکی کے والدین مرزا صاحب کی زبان سے "ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔" کا فرمان الٰہی سن کر کانپ اٹھیں گے اور فوراً یہ رشتہ ان کے حوالے کر دیں گے' مگر افسوس ہے کہ نتیجہ مرزا صاحب کی ہوس خام کے برعکس نکلا' نور ان کی یہ "الہام بازی" ہی ان کے مقصد کے لئے سد راہ بن گئی گویا "نیکی برباد' گناہ لازم" کا مضمون صادق آیا' ورنہ اگر مرزا صاحب الہامات کے عرش بریں سے نیچے اتر کر یہ رشتہ مانگتے تو کچھ بعید نہ تھا کہ حصول مطلب میں کامیاب ہو جاتے۔

دوسرا مقصد یہ تھا کہ مرزا صاحب اس وقت بزعم خود مسیح موعود اور عیسیٰ بن مریم بن کر آسمان سے نازل ہو چکے تھے' مگر امت ان کے ان دعوؤں کو لاف و گزاف اور مراقی [illegible] لیا سے زیادہ وقعت دینے کے لئے تیار نہیں تھی' کیونکہ عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) اور غلام احمد بن چراغ بی بی کے درمیان آسمان و زمین کا فاصلہ اور مشرق و مغرب یا بالفاظ دیگر دمشق و قادیان کا بُعد ہے۔ مرزا صاحب کا خیال تھا کہ اگر ﴿زوجناکھا﴾ کی وحی محترمہ محمدی بیگم کے بارے میں پوری ہو جائے تو ان کے دعویٰ مسیحیت پر مہر تصدیق ثبت ہو جائے گی' تمام دنیا کی گردنیں ان کے اس "نشان آسمانی" اور "معجزۂ ربانی" کے سامنے جھک جائیں گی اور آئندہ کسی کو مجال دم زدن نہیں رہے گی۔ یہی راز ہے کہ اس "نکاح آسمانی" کی پیش گوئی کو انہوں نے بیسیوں جگہ "نشان الٰہی" قرار دے کر اپنی مسیحیت کی دلیل ٹھہرایا اور ازالہ اوہام میں ایک جگہ لکھتے ہیں :

"عرصہ قریباً تین برس کا ہوا کہ بعض تحریکات کی وجہ سے جن کا مفصل ذکر اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے خدائے تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں (محمدی بیگم) انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی..... چنانچہ اس پیش گوئی کا مفصل بیان معہ اس کی میعاد خاص اور اس کے اوقات مقررہ شدہ کے اور معہ اس کے ان تمام لوازم کے جنہوں نے "انسان کی طاقت سے اس کو باہر" کر دیا ہے' اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے..... جو شخص اشتہار پڑھے گا گو کیسا ہی متعصب ہو گا اس کو اقرار کرنا پڑے گا کہ مضمون اس پیش گوئی کا انسان کی قدرت سے بالاتر ہے اور اس بات کا جواب بھی کامل اور مسکت طور پر اسی اشتہار سے ملے گا کہ خدائے تعالیٰ نے کیوں یہ پیش گوئی بیان فرمائی اور اس میں کیا مصالح ہیں اور کیوں اور کس دلیل سے یہ پیش گوئی انسانی طاقتوں سے بلند تر ہے۔"

(صفحہ ۳۹۶ طبع خورد روحانی خزائن ج ۳ ص ۳۰۵)

اور انجام آتھم میں اس پیش گوئی پر بحث کرتے ہوئے یہ نکتہ ارشاد فرماتے ہیں :

"اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ "یتزوج

ویولدلہ" یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا' نیز صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں' عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے' اس میں کچھ خوبی نہیں' بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان کے ہوگا' اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی ہے' اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضروری پوری ہوں گی۔"

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳' روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

الغرض مرزا صاحب کا اس ﴿زوجناکھا﴾ کی پیش گوئی کو باصرار و تکرار اپنی مسیحیت کا اعجاز اور اپنے ملہم من اللہ ہونے کی دلیل قرار دینا ان کی مسیحیت کا ہند فریب دام تھا جس میں اگر وہ کامیاب ہو جاتے' اور ان کی "آسمانی منکوحہ" واقعتاً ان کے حبالہ عقد میں آجاتی تو عوام الناس کے لئے ایک خوفناک ابتلا ہوتا۔ اہل عقل و فہم کے لئے تو نصوص قطعیہ کے خلاف مرزا صاحب کے تعلّی آمیز دعوے ہی ان کے کذب و افترا کو ثابت کرنے کے لئے کافی تھے' اس کے بعد وہ بالفرض آسمان و زمین کے قلابے بھی ملا دیتے تب بھی یہ ان کے صدق کی نہیں بلکہ دجل و فریب کی دلیل ہوتی' مگر عوام الناس کی طبیعت اعجوبہ پسند ہوتی ہے' انھیں ان شطحیات کے جال میں پھانس لینا اور سطحی باتوں سے فریب دینا بہت آسان تھا' لیکن حق جل شانہ قطعی فیصلہ فرما چکے ہیں "ولایحیق المکرالسیئی الا باھلہ" کہ باطل پرست کی گھناؤنی تدبیر خود اسی پر الٹ جاتی ہے۔ ٹھیک یہی قصہ مرزا صاحب کے "نکاح آسمانی" کی تقدیر کے ساتھ پیش آیا' وہ اس "نشان الٰہی" کو اپنے صدق کی دلیل بنانا چاہتے تھے مگر اس کے برعکس یہ "نشان الٰہی" ہر کس و ناکس کی نظر میں ان کے کذب و افترا پر برہان قاطع کی حیثیت اختیار کر گیا' وہ اس "نکاح آسمانی" کو مسیح موعود کی علامت کے طور پر پیش کرنا چاہتے تھے' مگر یہ تدبیر بجائے ان کے "مسیح موعود" ہونے کے ان کے مسیح کذاب ہونے کی روشن دلیل بن گئی۔ اس خدائی فیصلے کے بعد بھی اگر کوئی شخص مرزا صاحب کے دام تزویر کا شکار ہوتا ہے تو وہ عنداللہ معذور نہیں' بلکہ اللہ کی حجت قائم ہونے کے بعد گمراہ ہوتا ہے۔

"لیھلک من ھلک عن بینۃ
ویحیٰ من حی عن بینہ"

افادہ:

حاشیہ انجام آتھم میں مرزا صاحب نے جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ صاحب مشکوۃ نے "باب نزول عیسیٰ علیہ السلام" میں ذکر کی ہے' یہاں اس کے متن پر ایک نظر ڈال لینا فائدہ سے خالی نہیں ہوگا۔

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اتریں گے عیسیٰ بن مریم زمین کی طرف۔ پس نکاح کریں گے' اور ان کے اولاد ہوگی اور پینتالیس برس ٹھہریں گے' پھر ان کی وفات ہوگی تو میرے روضہ میں دفن ہوں گے' (پس قیامت کے دن) میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر سے ابوبکر و عمر کے درمیان اٹھیں گے۔"

(رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفاء)

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "مسیح موعود" کی آٹھ علامتیں ذکر فرمائی ہیں۔ ان میں ایک بھی مرزا صاحب پر صادق نہیں آتی' چنانچہ:

(۱) آنے والے مسیح کا نام عیسیٰ ہوگا' جبکہ مرزا صاحب کا نام غلام احمد تھا۔

(۲) آنے والے مسیح کی والدہ ماجدہ کا نام مریم ہوگا' جبکہ مرزا صاحب کی والدہ کا نام چراغ بی بی تھا۔

(۳) آنے والے مسیح بن باپ کے ہوں گے' جبکہ مرزا صاحب مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی صلب سے تھا۔

(۴) آنے والے مسیح آسمان سے زمین کی طرف اتریں گے' جبکہ مرزا صاحب شکم مادر سے پیدا ہوئے۔

(۵) آنے والے مسیح ۴۵ برس ٹھہریں گے' جبکہ مرزا دعویٔ مسیحیت کے بعد سترہ سال' پانچ ماہ پچیس دن رہ کر رخصت ہوئے کیونکہ مرزا محمود صاحب کی تحقیق کے مطابق انہوں نے ۱۸۹۱ء میں "مسیح موعود" کا دعویٰ کیا اور ۲۶/ مئی ۱۹۰۸ء کو بمرض وبائی ہیضہ آناً فاناً ان کی موت واقع ہوئی۔

(۶) آنے والے مسیح شادی کریں گے اور صاحب اولاد ہوں گے' جبکہ خود مرزا صاحب کے اعتراف کے مطابق یہ "خاص شادی" اور "خاص اولاد" جو ان کی مسیحیت کا نشان تھا' انھیں نصیب نہیں ہوئی۔

(۷) مسیح موعود بعد از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں مدفون ہوں گے جہاں چوتھی قبر کی جگہ خالی ہے جبکہ مرزا صاحب کا انتقال لاہور میں ہوا اور قادیان کے قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔

(۸) مسیح موعود قیامت کے دن روضہ مطہرہ سے اس شان سے اٹھیں گے کہ ان کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں حضرات ابوبکر و عمر ہوں گے (رضی اللہ عنہما) اس کے برعکس مرزا صاحب کا جو حشر ہوگا اور ان کے دائیں بائیں جو لوگ ہوں گے اس کا نظارہ تو انشاء اللہ قیامت کو ہوگا۔ تاہم اتنا واضح ہے کہ مرزا صاحب کو دجال اعور کی طرح مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جانا نصیب نہیں ہوا چنانچہ وہ زندگی بھر اس سعادت سے محروم رہے' لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی رفاقت و معیت ان کو کبھی نصیب نہ ہوگی' بلکہ یہ اعزاز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہوگا۔

گویا صرف اسی ایک حدیث سے' جس کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے مرزا صاحب نے اس کا حوالہ دیا ہے' فیصلہ ہو جاتا ہے کہ "مسیح موعود" کی پیدائش اور نام سے لے کر ان کی وفات اور قیامت میں اٹھنے تک کے تمام حالات کو مرزا صاحب سے ضد ہے' مسیح موعود کی قریباً ۷۵ علامات قرآن و حدیث میں مذکور ہیں مگر یہ عجیب لطیفہ ہے کہ ان میں ایک بھی مرزا صاحب پر صادق نہیں آتی۔ حاصل یہ کہ مرزا کا دوسرا مقصد اس "نکاح آسمانی" سے یہ تھا کہ عوام کو ان کے "مسیح موعود" ہونے کا یقین ہو جائے' مگر ادھر مرزا صاحب بار بار اس کے "آسمانی نشان" ہونے پر اصرار کر رہے تھے اور ادھر حق جل شانہ کی حکمت بالغہ کہہ رہی تھی کہ یہ واقعی "نشان الٰہی" ہے۔ مگر مرزا صاحب کی تصدیق کے لئے نہیں بلکہ ان کی تکذیب و اہانت اور ان کے کذب و افتراء پر "مہر الٰہی" ثبت کرنے کے لئے۔

تیسرا مقصد:

اس ﴿زوجناکھا﴾ کی آیت کی تحریف سے مرزا صاحب کا تیسرا مقصد اس سے بھی زیادہ خطرناک تھا' اس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا صاحب ظل و بروز کے پردے میں اس بات کے مدعی تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات و خصائص اس حد تک ان کی طرف منتقل ہو چکے ہیں کہ اب وہ چشم بددور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا مظہر بن کر بعینہٖ "محمد رسول اللہ" ہیں' ان کا وجود بعینہٖ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے اور "محمد رسول اللہ" کے تمام حقوق و مناصب اب ان کی ذات سے وابستہ ہو چکے ہیں' اب وہی رحمۃ للعالمین ہیں' وہی صاحب یٰسین ہیں' وہی صاحب کوثر ہیں' اور وہی صاحب مقام محمود ہیں' وغیرہ وغیرہ۔ مرزا صاحب اپنی پہلی تصنیف براہین احمدیہ میں اس دعویٰ کی زمین ہموار کر چکے تھے۔

اس بروزی نظریہ کی دلیل کے لئے ضروری تھا کہ کوئی ایسی حسی چیز پیش کی جاتی کہ اسے دیکھ کر ﴿آمنا و صدقنا﴾ کی صدائیں ہر چہار جانب سے بلند ہوتیں۔ مرزا صاحب کو معلوم تھا کہ "زوجناکھا" والا نکاح آسمانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایسی خصوصیت ہے جس میں باجماع امت کوئی دوسرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نہیں' اب اگر ایک لڑکی کے رشتہ کے بارے میں مرزا صاحب ﴿زوجناکھا﴾ کی آیت اتار لیں اور پھر لڑکی کے عزیز و اقارب کی منت و خوشامد اور وعدہ وعید کے زور سے اس رشتہ کے حصول میں کامیاب ہو جائیں تو چیخ چیخ کر وہ یہ اعلان کر سکیں گے کہ دیکھو "محمد رسول اللہ" کی یہ خصوصیت "نکاح آسمانی" جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں' جب ہمیں خدا تعالیٰ نے عطا کر دی ہے تو بتاؤ کہ ہم بعینہٖ محمد رسول اللہ نہ ہوئے تو کیا ہوئے؟ بلکہ یہ بھی بعید نہ تھا کہ اس صورت میں "محمدی بیگم" کا ترجمہ معاذ اللہ "زینب بنت جحش" سے کیا جاتا جیسا کہ "غلام احمد بن غلام مرتضیٰ" کا ترجمہ "محمد رسول اللہ" ہی کیا جاتا ہے۔ الغرض اس ﴿زوجناکھا﴾ کی تحریف سے مرزا صاحب کا اہم تر مقصد یہ تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح انہیں بھی "نکاح آسمانی" کا شرف اگر حاصل ہو جائے تو انہیں اس دعوے میں کوئی کلفت نہیں رہے گی کہ وہ بعینہٖ "محمد رسول اللہ" ہیں۔ یہ تھا اس "نکاح آسمانی" کا وہ فلسفہ جو صاحب المراق والبول والالم کے ذہن میں کار فرما تھا اور یہ تھی وہ خوفناک سازش' جسے "دیوانہ بکار خویش ہشیار" کا دماغ تیار کر رہا تھا۔

☆☆......☆......☆☆

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب اسکندر کی ریڈیائی تقریر

سلسلہ ہدایت کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور اس کی انتہا رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی' اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور آخری نبی کی صفت سے پکارا جاتا ہے۔ ذیل میں ہم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب کی ریڈیائی تقریر افادہ عام کے لئے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں (مدیر)

الحمدللہ رب العلمین'
والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیأ
والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

اللہ تعالیٰ نے جب سے بنی نوع انسان کو پیدا فرمایا ہے اسی وقت سے اس کی مادی اور روحانی ضروریات کا بھی انتظام فرمادیا ہے' اسی لئے اسے رب العالمین کہتے ہیں۔

انسان کی مادی اور جسمانی ضرورت کے لئے کھانے' پینے کی اشیأ اور ان کے حصول کے اسباب مہیا فرمائے' اور اس کی روحانی ضروریات کے لئے انبیأ کرام علیہم السلام کے ذریعہ ہدایت کا سلسلہ جاری فرمایا۔

اسی سلسلہ ہدایت کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور اس کی انتہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور آخری نبی کی صفت سے پکارا جاتا ہے۔

جب یہ ہدایت کا سلسلہ شروع ہوا تو ہر دور اور ہر شہر اور ہر بستی میں انبیأ اور رسول

میں آخری نبی اور تم آخری اُمت ہو

I am the Last Prophet and you are Last Ummah

آتے رہے' بایں بعض اوقات بیک وقت ایک شہر میں ایک سے زائد بھی انبیأ کرام موجود رہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وان من امۃ الا خلافیھا نذیر (فاطر: ۲۴)

ترجمہ : "اور کوئی قوم ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو"

ہدایت کا یہ سلسلہ جاری رہا اور بڑے بڑے اولوالعزم پیغمبر اس دنیا میں تشریف لائے' جن میں سے بعض کا ذکر قرآن کریم میں وارد ہوا ہے' جیسے حضرت نوح علیہ السلام' حضرت شعیب علیہ السلام' حضرت صالح علیہ السلام' حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت اسمٰعیل علیہ السلام' حضرت اسحٰق علیہ السلام' حضرت یعقوب علیہ السلام' حضرت یوسف علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام' حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

آخر میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اس ہدایت کی تکمیل فرما کر اس کے آخری ہدایت ہونے کا اعلان فرمادیا ارشاد باری تعالیٰ ہے :

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ: ۳)

ترجمہ : "آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کردیا اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور میں نے تمہارے لئے پسند کیا اسلام کو دین۔"

اس آخری ہدایت کو اسلام سے تعبیر

فرما کر اس کا بھی اعلان کر دیا کہ اب قیامت تک اس دین اسلام کے سوا کوئی اور دین اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں اور یہ کہ انسانی نجات کے لئے صرف یہی ایک راستہ متعین ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن یبتغ غیرالاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین

(آل عمران:۸۵)

ترجمہ: "اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کا خواہش مند ہوگا تو اس کا وہ دین ہرگز مقبول نہ ہوگا اور وہ شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔"

قرآن کریم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومیت کو مختلف انداز میں بیان فرمایا ہے' چنانچہ سورۂ نسا میں ارشاد فرمایا:

وارسلناک للناس رسولا وکفیٰ باللہ شہیداً (نسا: ۷۹)

ترجمہ: "اور اے محمد ہم نے آپ کو سب لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا اور اس بات پر اللہ کی گواہی کافی ہے۔"

اور سورۂ سبا میں فرمایا:

وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا (آیت:۲۸)

ترجمہ: "اور اے پیغمبر ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔"

اور سورۂ احزاب میں آپ کے خاتم الانبیا ہونے کا اعلان اس طرح فرمایا:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیئی علیما (آیت: ۴۰)

ترجمہ: "محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں (یعنی نسب کے اعتبار سے) مگر ہاں وہ اللہ کے رسول اور آخرالنبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کی مصلحت کو خوب جانتا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی گواہی گزشتہ انبیا کرام علیہم السلام نے بھی دی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کے بارے میں خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

ترجمہ: "اور میں ایک ایسے رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے اور ان کا نام احمد ہوگا۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اپنے مبارک اقوال سے اپنی رسالت کی عمومیت اور ختم نبوت کو مختلف انداز میں امت کے سامنے واضح فرمایا ہے۔ آپ نے اپنی رسالت کی عمومیت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

اعطیت خمساً لم یعطھن احد من الانبیا قبلی' نصرت بالرعب مسیرۃ شھر و جعلت لی الارض مسجدا وطھوراً فایما رجل من امتی ادرکتہ الصلوۃ فلیصل واحلت لی الغنائم ولم تحل لاحد قبلی' واعطیت الشفاعۃ وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس عامۃ

(متفق علیہ والنسائی)

ترجمہ: "مجھے پانچ ایسی خصوصیات دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں' میرے نصرت فرمائی گئی ہے رعب کے ذریعے جو کہ ایک مہینہ کی مسافت سے دشمن پر پڑتا جاتا ہے۔ میرے لئے زمین نماز کی جگہ اور طہارت کا ذریعہ بنادی گئی ہے لہذا میری امت کا کوئی شخص بھی ہو جب نماز کا وقت آجائے تو اسے چاہئے کہ نماز پڑھ لے اور میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا ہے جب کہ یہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھا اور مجھے شفاعت کبریٰ عطا کی گئی ہے اور مجھ سے پہلے ہر نبی اپنی خاص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ختم نبوت کی وضاحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی

(الترمذی)

ترجمہ: "بیشک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے بس میرے بعد کوئی رسول نہ ہوگا اور نہ نبی۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہدایت کی تکمیل اور ختم نبوت کے مفہوم کو سمجھانے کے لئے ایک ایسی حسی مثال بیان فرمائی جس کے سننے کے بعد ایک معمولی سمجھ رکھنے والے مسلمان کو کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہا۔ آپ نے فرمایا:

ان مثلی ومثل الانبیا من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل

الناس یطوفون بہ ویتعجبون لہ ویقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین (البخاری)

"میری اور مجھ سے پہلے انبیاؑ کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے نہایت حسین و جمیل محل تیار کیا مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی' لوگ اس کے گرد چکر لگاتے اور اس کی (خوش تعمیر) پر تعجب کرنے لگے اور لوگ بطور تعجب کہتے کہ یہ اینٹ کیوں نہ لگادی گئی کہ (محل بہمہ وجوہ کامل و مکمل ہو جاتا) فرمایا: پس میں (قصر نبوت کی) وہی (آخری) اینٹ ہوں اور خاتم النبیین ہوں کہ (میری آمد) سے انبیاؑ کرام کی تعداد پوری ہو گئی۔"

بہر حال! امت اسلامیہ کا یوم اول سے لے کر آج تک اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاؑ ہیں' آپ کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی اور رسول نہیں ہوگا اور آپ کی لائی ہوئی ہدایت 'دین اسلام' آخری ہدایت ہے اور اسی پر انسانیت کی کامیابی کا مدار ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب بھی کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا امت نے اسے جھوٹا قرار دیا اور اس کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ جیسے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور پوری امت اسلامیہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے عقیدہ پر قائم رہنے اور اس کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اٹھارویں جلد کے آغاز پر خصوصی نظم

نبوت کے چمن کی تازگی ختم نبوت میں ہے

ڈاکٹر مبارک بقاپوری

پیام امن صلح و آشتی ختم نبوت ہے
نبوت کے چمن کی تازگی ختم نبوت ہے

وہ ناموس نبیؐ کے واسطے نعرہ بخاریؒ کا
جہاں میں گونج اسی آواز کی ختم نبوت ہے

شرف شیخ المشائخ کی امارت کا ملا جس کو!
چلی تحریک جو سب سے بڑی ختم نبوت ہے

وہ عالم یوسف لدھیانوی مشہور عالم میں
انہی کے ہی تو زیر رہبری ختم نبوت ہے

یہ سترا سال سے ٹکرا رہا زندیقیوں سے ہے
رہ باطل میں سیل راستی ختم نبوت ہے

اندھیرے چار سو بہروپ پھیلا رہے تھے یاں
ہوئی ہے جس سے ہر سو روشنی ختم نبوت ہے

ہوئے مفرور چیلے سب نبی باطل نبوت کے
تعاقب میں غنیم تیرگی ختم نبوت ہے

سبھی پر عالم اسلام کی خدمات روشن ہیں
مسلمان کے لئے کب اجنبی ختم نبوت ہے

جریدے خدمت دیں میں جو بھی مصروف ہیں ان میں
نمایاں کس قدر امسال بھی ختم نبوت ہے

مبارک کردیا فولاد کمزوروں کے ایمان کو
بظاہر دیکھنے میں کاغذی ختم نبوت ہے

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' شیخ المشائخ حضرت مولانا خان محمد مدظلہ'
محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

"دی نیوز" کے سینئر ایڈیٹر اور تحریک پاکستان کے سرگرم رکن

زیڈ اے سلہری قادیانیت سے کیسے تائب ہوئے؟

ایک ایمان افروز روداد

جناب ضیاءالدین احمد سلہری (معروف زیڈ اے سلہری) پاکستان کے معروف صحافی اپریل ۱۹۹۸ء کے آخری عشرے میں رحلت فرماگئے' موصوف ملک عزیز پاکستان کے ساتھ والہانہ محبت رکھتے تھے' انہوں نے قادیانیت میں آنکھ کھولی' بچپن قادیان میں گزرا لیکن سن شعور کو پہنچے تو قادیانیت کی حقیقت آشکار ہوئی اور مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ دینی غیرت و حمیت کے پیش نظر اپنے والد' والدہ اور بھائی کا جنازہ نہ پڑھا۔ ذیل میں ہم ان کی قادیانیت سے تائب ہونے کی ایمان افروز روداد قارئین کے استفادے اور منکرین ختم نبوت کے غور و فکر کے لئے شائع کر رہے ہیں..................(مرتب)

میں سیالکوٹ میں ایک نچلے متوسط گھرانے میں ۶ جون ۱۹۱۳ء کو پیدا ہوا۔ سیالکوٹ میں جو سال میں نے گزارے وہ کسی طور پر غیر معمولی نہ تھے۔ وہاں پھر میری ایک بہن کی شادی قرار ہونی پائی' تو میں نے لفظ قادیان سنا۔ معلوم ہوا کہ میرے والد سالانہ جلسے پر قادیان گئے تھے اور وہاں کسی صاحب سے میری بہن کی نسبت کر آئے ہیں۔ مجھے شادی کا اچھی طرح یاد نہیں لیکن کچھ عرصے بعد میری بہن سیالکوٹ سے چلی گئیں۔ اس سے اگلا واقعہ یہ ہوا کہ ہم سب خود قادیان چلے آئے' ہوا یوں کہ والد صاحب غالباً حیدر آباد دکن جا رہے تھے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہم سیالکوٹ میں رہنے کی بجائے قادیان چلے جائیں' وہاں ہماری بہن بھی ہوگی' چنانچہ ہم قادیان چلے آئے اور میں وہاں تعلیم الاسلام ہائی اسکول کی تیسری جماعت میں داخل ہو گیا۔

اب مجھے معلوم ہوا کہ والد صاحب "احمدی" (قادیانی) ہیں۔ یہی نہیں بلکہ انہوں نے میری والدہ کے خاندان کو بھی "احمدیت" (قادیانیت) سے منسلک کروادیا ہے۔ میں نے قادیان ہی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا' اس کا مطلب ہے کہ میں تقریباً آٹھ سال تک قادیان میں رہا۔ میرا یہ وقت کم و بیش نیم مدہوشی میں گزرا۔ مجھے سوائے تعلیم اور کھیل کے کسی اور چیز سے دلچسپی نہ تھی۔

جناب محمد متین خالد

اب جو قادیان کی زندگی پر غور کرتا ہوں تو وہ عجب عالم بے خبری میں گزری معلوم ہوتی ہے۔ بے شک جیسے جیسے میری عمر بڑھتی گئی' مجھے محسوس ہوتا گیا کہ قادیان کوئی معمولی قصبہ یا گاؤں نہیں۔ وہاں بعض اوقات سالانہ جلسے کے دنوں میں' جو دسمبر کی آخری تاریخوں میں منعقد ہوتا خاص گہما گہمی ہوتی۔ باہر سے ہزاروں لوگ آتے' ہم لڑکے مہمانوں کی خدمت پر بھی مامور ہوتے' ان دو مشاغل تعلیم اور کھیل نے میرے ذہن میں کسی اور شوق و استغراق کے لئے جگہ نہیں چھوڑی' میں دوسرے لڑکوں کے ساتھ مذہبی ارکان بجالاتا لیکن میں قادیان کے انوکھے مفہوم سے ناواقف رہا۔ میں نے اکثر خلیفہ محمود احمد کا خطبہ جمعہ سنا' ان کی باتوں سے مترشح ہوتا تھا کہ قادیانی کوئی خاص مخلوق ہیں۔ "ہم زندہ مسلمان ہیں' غیر احمدی مسلمان مردہ ہیں" ان کا خاص موضوع ہوتا اور کبھی قادیان سے باہر جانے کا اتفاق ہوتا تو اس نعرے کی صدائے بازگشت سنائی دیتی اور میں دوسرے مسلمانوں کو دیکھتا کہ وہ کس اعتبار سے ہم سے پیچھے ہیں لیکن جہاں مذہبی طور پر مجھ میں قادیانیت کے متعلق خاص یقین نہ پیدا ہوا تھا وہاں ادبی طور پر میرا ذوق پختہ ہو رہا تھا۔ مجھے انگریزی کے علاوہ اردو سے بہت شغف تھا......

اسی دوران مجھے علامہ اقبال کے کلام سے شناسائی ہوئی۔ سچی بات تو یہ ہے کہ کلام اقبال نے میری زندگی کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ ان کے فلسفہ حیات کے جس نکتے نے مجھ پر خاص اور گہرا اثر کیا وہ یہ تھا:

"زیادہ راحت منزل سے ہے نشاط رحیل"

اس کے بعد میری نظروں میں منزل کی خاص وقعت نہیں رہی لیکن یہ بعد کی پیش رفت ہے۔ قادیان میں طالب علمی کے زمانے میں اردو ادب اور کلام اقبال کا مجھ پر ضرور اثر تھا کہ مجھے کچھ زبان کا چسکا پڑ گیا تھا۔ کسی بات کی تو ضرور اہمیت ہوتی ہے لیکن طرز ادائیگی اور اسلوب بیان بھی کوئی چیز ہے۔ اب اس معیار پر جو آہستہ آہستہ باخاموش اور غیر محسوس طور پر ادب کا مطالعہ مجھ میں استوار کر رہا تھا..... قادیانی خطبات' تحریریں' شاعری استدلال اور بحث و مباحثہ پورا اترتا نہ لگتا تھا۔ اس لئے قادیانی

ماحول میرے اندر ایک ذہنی تحفظ اور قلبی رخنہ پیدا کر رہا تھا' لیکن یہ ایک ذوقی اور وجدانی راہ انحراف تھی' اس میں وہ فکری جذبہ بغاوت نہ تھا جو بعد ازاں عمر کی زیادہ ارتقائی منزل میں متولد ہوا۔

لیکن کیا یہ ذوقی وجدانی راہ انحراف میرے تبدیلی عقیدہ کے لئے کافی تھی؟ آبائی مذہب چھوڑنا آسان نہیں۔ خصوصاً جب کہ مجھے اپنے والد سے گہرا قلبی لگاؤ تھا تو پھر میرے خیالات اتنے بنیادی طور پر کیسے بدلے؟ یہاں یہ سوال اس لئے ضروری ہے کہ میں نے جوانی کے شروع میں ہی بلکہ لڑکپن کے ایام میں ہی قادیانیت کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ گتھی یوں سلجھ سکتی ہے کہ انسان قرآن کریم کے اس نکتے پر غور کرے کہ رشد و ہدایت کا منبع صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے' وہ جسے چاہے ہدایت کرتا ہے' جسے چاہے گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو قلب سلیم لے کر آئے' اسے ہم سچائی کا راستہ دکھاتے ہیں لیکن یہ قلب سلیم کون عطا کرتا ہے؟ یہ بھی اس کی دین ہے' بعد کے تجربات زندگی نے مجھے اس عقیدے پر پختہ کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کرم کے بغیر زندگی کی کسی جہت اور معاملے میں بھی ہدایت نہیں حاصل ہوتی۔ سب امور کتاب میں درج ہیں' اس لئے میں تجربے کی حد تک تو یہ کہتا ہوں کہ میں ذوقی و وجدانی طور پر ایک ایسے مقام فہم پر پہنچا جو قادیانیت سے جدا کرتا تھا لیکن حقیقت ہے کہ ۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

قادیان میں آٹھ سال مستقل رہائش کے بعد میں لوح قلب کو اس سادہ صورت میں لے کر نکل آیا' جس حالت میں اسے لے کر میں وہاں داخل ہوا تھا۔ تعلیم قادیان میں ضرور حاصل کی لیکن قادیان کی روح سے غیر متاثر رہا۔

"من و تو سے پیدا من و تو سے پاک"

لیکن نقطۂ انحراف تک پہنچنا ایک جزو تھا اور جذباتی ورثے سے نجات حاصل کرنا بالکل جدا۔ اس کے لئے محسوس جدوجہد کی ضرورت پڑی۔ اس جدوجہد میں کئی اور عوامل شامل ہوئے جن کا میں بعد میں ذکر کروں گا۔ یہ میری زندگی کا بہت صبر آزما دور تھا' ابھی میری عمر سترہ سال ہی کی تھی اور میرے دل و دماغ میں پختگی نہ آئی تھی کہ میں اپنے مذہبی عقیدے کو شک و شبے کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ میرے لئے اس کی بنیاد متزلزل ہو چکی تھی۔

یہ پانچ سال کی داستان ہے' ان سالوں میں میرے مذہبی خیالات کی نشو و نما کے ساتھ ان کی تطہیر و تذکیر بھی ہوئی۔ جب تک میں اسکول کے زمانے میں قادیان میں رہا' میں کسی اور دنیا کو نہ جانتا تھا۔ میرے لئے ذاتی طور پر قادیان کا ماحول پرسکون تھا۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا مجھے تعلیم اور کھیل کے سوا کچھ اور چیز سے غرض نہ تھی لیکن کبھی کبھی میرے کان میں عجیب و غریب افواہیں پڑتیں۔ عبدالرحمن مصری کا قصہ سننے میں آیا' وہ غالباً مدرسہ احمدیہ کے پرنسپل تھے' انہیں نکال دیا گیا۔ اسی طرح فخرالدین کتب فروش اور مستری عبدالکریم کے نام سننے میں آئے۔ پس منظر میں کچھ جنسی اسکینڈل منڈلاتے تھے۔ بعض وقت دیواروں پر فحش زبان میں پوسٹر چسپاں نظر آتے تھے۔ زیادہ تر خلیفہ بشیر الدین محمود کی ذات الزامات کا مرکز تھی لیکن میں نے کبھی ان معاملات میں دلچسپی نہیں لی۔ سزائیں یقیناً سنگین ہوں گی کیونکہ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ کئی لوگوں نے قادیانی فرقے کو چھوڑ کر لاہوری جماعت سے وابستگی اختیار کر لی ہے۔ ان لوگوں میں ان کے خلیفہ اول حکیم نورالدین کے لڑکے مولوی عبدالمنان بھی شامل ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ بھی انہی حالات میں ربوہ سے علیحدہ ہوئے جن حالات نے مولوی محمد علی کو ۱۹۱۴ء میں قادیان چھوڑ کر لاہور کی انجمن احمدیہ کا سنگ بنیاد رکھنے پر مجبور کیا تھا' یعنی وہ بھی قادیانی فرقے کے تیسرے خلیفہ مرزا ناصر احمد کے مقابل خلیفہ محمود احمد کے جانشین بننے کے دعویدار تھے اور کہتے ہیں کہ اس جماعت کے کافی لوگ ان کے حق میں تھے۔ بہرحال جو لوگ قادیان یا ربوہ (چناب نگر ..... مرتب) چھوڑ کر لاہوری جماعت سے وابستہ ہوئے' ان کے محرکات ذاتی تھے' عقیدتاً وہ بھی مرزا غلام احمد کے دعاوی کو صحیح مانتے تھے' اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ قومی اسمبلی نے قادیانیت کو خارج از اسلام قرار دینے کے ضمن میں قادیانی اور لاہوری فرقوں کے درمیان تخصیص کو ناقابل اعتنا قرار دینے میں بالکل ٹھیک فیصلہ کیا۔

لیکن ان واقعات کا میرے تشکیل جذبات کے عمل میں کوئی دخل نہیں جس چیز نے میری آنکھیں کھولیں وہ بالکل مختلف ہے' پہلے تو جیسا میں نے کہا میں وجدانی اور ذوقی لحاظ سے اپنے آپ کو قادیانی انداز استدلال سے غیر متاثر پاتا تھا۔

> **قادیانیوں نے مسلمانوں میں شروع سے اپنا الگ تشخص قائم کیا' مسلمانوں کو نہ لڑکیاں بیاہتے نہ ان کا جنازہ پڑھتے نہ ان کے پیچھے نماز پڑھتے یہاں تک کہ اپنا الگ کیلنڈر بنالیا..... لیکن جب مسلمانوں نے انہیں قانونی طور پر اپنے سے الگ غیر مسلم فرقہ قرار دیا تو اب واویلا کرتے ہیں**

مجھے ان کی تحریر و تقریر میں کوئی جاذبیت اور کشش محسوس نہ ہوتی تھی' لیکن چونکہ میں ابھی بہت نو عمر تھا اور میں نے قادیانیت کے بنیادی دعاوی کو تجزیے کی روشنی میں نہ دیکھا تھا' میں ایک قسم کی غیر مرئی غیر جانبداریت کے سوا اور کوئی طرز عمل اختیار نہ کر سکتا تھا۔ چونکہ ہر طرف قادیانی ہی قادیانی تھے' میں ان کے طور طریق میں کوئی نمایاں پہلو نہ دیکھا تھا لیکن جب میں شملہ اور دہلی آیا تو وہاں کی قادیانی جماعت مجھے ایک نئی اور ممتاز صورت میں نظر آئی۔ اس کا امتیاز یہ تھا کہ مسلمانوں کے درمیان رہ کر بھی اس نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنائی ہوئی تھی۔

اب میں نے دیکھا کہ قادیانی نہ صرف مسلمانوں سے مذہبی و جماعتی طور پر الگ تھلگ تھے' بلکہ وہ سیاسی طور پر بھی مسلمانوں کے معاملات سے کوئی دلچسپی نہ رکھتے تھے' ان کا انداز عمل کچھ ایسا تھا کہ گویا مسلمانوں کے جسد قومی کے ایک جزو لاینفک کی نہ تھی کہ ان کا مرنا اور جینا ان کے ساتھ مقدر ہو۔

قادیانی جماعت مسلمانوں کے بحران سے کوئی سروکار رکھتی معلوم نہ ہوتی تھی بلکہ میں قادیانی زعماء سے یہ سن کر ہکا بکا رہ جاتا تھا اور یہ الفاظ میں نے خود خلیفہ بشیر الدین محمود کی زبانی سے بھی سنے کہ: "انگریز احمدیوں کو قابل اعتماد سمجھتے ہیں اور ملازمتوں میں دوسرے مسلمانوں پر ترجیح دیتے ہیں۔" شاید اسی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے حکومت برطانیہ نے چوہدری ظفر اللہ قادیانی کو وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا رکن بنایا تھا۔ ان کی تقرری پر خلیفہ صاحب نے کہا تھا کہ: "لوگ متعجب ہیں کہ ایک احمدی (قادیانی) کو اس اعلیٰ عہدے کے لئے کیوں منتخب کیا گیا؟ آخر احمدیوں (قادیانیوں) کو بھی تو ان کا حصہ ملنا ہے' خواہ وہ کتنا ہی قلیل کیوں نہ ہوں' حصہ رسدی اکثریت کی جائے اقلیت سے کیوں شروع نہیں ہو سکتی؟۔"

میں نے دیکھا کہ قادیانی حکومت کی ملازمتوں کو حاصل کرنے کی خاص کوشش کرتے تھے اور ظفر اللہ خان کے زمانہ اقتدار میں انہیں نوکریاں ملنے میں سہولتیں بھی حاصل ہو گئیں تھیں' وہ سرکاری افسر ہونے کو اس سیاسی طاقت کے حصول سے تعبیر

قومی اسمبلی نے قادیانیوں اور لاہوری فرقوں کے درمیان تخصیص کو ناقابل اعتناء قرار دینے میں بالکل ٹھیک فیصلہ کیا کیونکہ دونوں کے عقائد میں عملاً کوئی فرق نہ تھا

کرتے جن کا ان کے ساتھ "الٰہی" وعدہ کیا گیا ہے۔ ظفر اللہ خان قادیانی نے اپنی پوزیشن کا ناجائز فائدہ اٹھا کر کئی نوجوانوں کو قادیانی بھی بنایا۔ جب کوئی پڑھا لکھا ان کے پاس سفارش کے لئے جاتا تو اس پر تبلیغ شروع کر دیتے۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا کہ حصول ملازمت کا طریقہ ہی یہ رہ گیا ہے تو بعض تو جاتے ہی احمدیت (قادیانیت) میں اپنی دلچسپی کا اظہار شروع کر دیتے۔ شملہ میں ظفر اللہ خان قادیانی کی مشہور سرکاری کوٹھی ریٹریٹ میں ہوتی تھی اور امیدواران ملازمت کے لئے سنہری موقع مہیا کرتی' وہاں ظفر اللہ خان جس نئے چہرے کو دیکھتے اس پر مہربان ہو جاتے ان باتوں سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ قادیانیوں کو برصغیر کی آزادی سے کوئی رغبت نہیں۔ اگر وہ مسلمانوں سے ہمدردی جتاتے ہیں تو محض ان میں اپنا اثر و رسوخ جمانے کے لئے' لیکن اصلاً وہ قطعیہ مسلم مفاد سے بے اعتنائی برتتے تھے اور اس بنیادی رجحان کا بھرم تحریک پاکستان کے دوران کھل گیا۔ وہ برصغیر کی آزادی کے تو قائل نہ تھے' لیکن مسلمانوں کے حق خودارادیت کے مخالف نکلے' چنانچہ انہوں نے جہاں مسلمانوں کی جنگ آزادی سے پہلو تہی اختیار کی تھی' وہاں مسلم لیگ کی قیادت سے بھی قطعی تجارتی طرز عمل اختیار کیا۔ مرزا محمود احمد قادیانی خلیفہ نے قائد اعظم کو کہا کہ: "ان کی جماعت بہت اثر و رسوخ کی مالک ہے اور اس کی طاقت روز افزوں ترقی پر ہے اگر مسلم لیگ اس کے تعاون کی خواہشمند ہے تو اس سے شرکت عمل کی شرطیں طے کرے' ورنہ وہ کانگریس کا ساتھ دے گی۔" اس سے ظاہر ہے کہ وہ مسلمانوں کے مفاد کو اپنا مفاد نہ سمجھتے تھے' تاوقتیکہ ان سے کوئی عہد معاہدہ نہ ہو جائے۔ میں نے مسلمانوں کے معاملات سے قادیانی غیر جانبداری کی ذہنیت کا مظاہرہ پاکستان بننے کے بعد بھی دیکھا۔

قادیانیوں کو میں نے شروع ہی سے مسلمانوں سے الگ پایا تھا۔ مثلاً قادیان کی زندگی میں ہمارا ان معدودے چند مسلمانوں سے کوئی واسطہ نہ تھا جو وہاں رہتے تھے۔ قادیان کا ایک بازار 'بڑا بازار' کہلاتا تھا اور اس میں زیادہ تر ہندوؤں اور مسلمانوں کی دکانیں تھیں۔ جب میں اس بازار سے گزرتا تو کبھی کبھی ایک سبزی کی دکان پر کھڑا ہو جاتا' جس کے مالک کا لڑکا ہمارا ہم جماعت تھا۔ مجھے میری اس حرکت پر سرزنش کی گئی کہ میں کسی "غیر احمدی" (قادیانی) سے اسکول کے باہر کیوں تعلق رکھتا ہوں؟ پھر قادیانی مردوں کے لئے مسلمان لڑکیاں تو جائز تھیں لیکن قادیانی لڑکی کا کسی مسلمان لڑکے سے رشتہ قطعی ناجائز تھا۔ جب کبھی خاندانی تعلقات کی بنا پر ایسا ہو جاتا تو مجرم کا بائیکاٹ ہوتا۔ قادیانیوں کے لئے مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا سوال ہی نہ

پیدا ہوتا تھا وہ مسلمانوں کی نماز جنازہ تک پڑھنے کے روادار نہ تھے' چنانچہ چودھری ظفر اللہ خان نے بانی پاکستان کا جنازہ نہیں پڑھا اور لاکھوں کے مجمع میں الگ بیٹھے رہے' جب چودھری صاحب سے پوچھا گیا کہ وہ مسلمانوں کا نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھتے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ "ہمیں کافر کہیں' ان کا ہم جنازہ نہیں پڑھتے' اسی سانس میں انہوں نے بڑے فخر سے بتایا کہ محمد علی جناح ہندوستان کی مرکزی اسمبلی کے دنوں میں (جب ظفر اللہ خان وہاں ریلوے ممبر تھے) ان کے مداح تھے اور انہیں مسلمان سمجھتے تھے۔ (اگر اسے سچ مان لیا جائے) تو سوال اٹھتا ہے کہ پھر آپ نے محمد علی جناح کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا؟ وہ آپ کو کافر بھی نہ کہتے تھے اور آپ کے محسن بھی تھے کہ ان کے علاوہ پاکستان میں کس کو جرأت ہو سکتی تھی کہ ظفر اللہ خان قادیانی کو وزیر خارجہ بنائے..... مسلمانوں سے الگ تشخص قائم کرنے کی دھن میں وہ اتنی دور گئے کہ اپنا ایک کیلنڈر بھی اختراع کر لیا' لیکن اس زمانے میں' میں قادیانی زندگی کی ان خصوصیات کی وجہ کو سمجھ نہ سکا تھا۔ اب قادیان سے باہر وسیع تر میدان میں جب میں نے قادیانیوں کے مسلمانوں سے غیر جانبدارانہ بلکہ معاندانہ طرز عمل کو دیکھا تو اس کی وجوہات پر غور کرنے پر مجبور ہوا۔ مسلمانوں میں فرقہ بازی نئی چیز نہیں' کئی فرقے ہیں۔ لیکن قادیانیوں کا باوا آدم ہی نرالا تھا' ان کا الگ مذہبی وجود ہی نہ تھا' وہ اپنے منفرد سیاسی وجود پر بھی مصر تھے۔

جب میں نے ان کے عقائد کا مطالعہ کیا تو بنیادی خرابی ان کے عقائد میں یہ نظر آئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہیں..... کیونکہ نبوت تو لامحالہ الگ امت کی متقاضی ہوتی ہے۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی دعویٰ نبوت کر کے مسلمانوں سے الگ امت کے بانی بن جاتے تو لوگوں کو اختیار تھا کہ اس دعویٰ کو اپنے اپنے معتقدات کی روشنی میں پرکھ لیتے۔ مسلمانوں کے لئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو خاتم النبیین ہیں اور جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان پر اپنی نعمت دین مکمل کر دی ہے' کسی اور رسول کی گنجائش نہ تھی' لیکن غیر مسلم جو چاہے وطیرہ اختیار کرتے۔ ایران میں بہاء اللہ نے یہی طرز عمل اختیار کیا لیکن قادیانیت کی جس خصوصیت نے مسلمانوں میں خلفشار پیدا کیا' وہ یہ تھی کہ اسے حقیقی اسلام کے طور پر پیش کیا جاتا تھا' گو میں نے اس وقت مذہبی استدلال نہیں کیا لیکن یہ امر مجھ پر بالکل صاف ہو گیا تھا کہ اگر مجھے مسلمانوں کے امور سے تعلق منظور ہے تو میں قادیانی جماعت کا فرد نہیں رہ سکتا۔ مجھے ان سے آزاد پوزیشن اختیار کرنی پڑے گی' مجھے مداہنت سے طبعی نفرت ہے اور میں جب اس دو ٹوک نتیجے پر پہنچا تو میں نے اپنے گھر والوں اور دوستوں سے اس کا برملا ذکر کیا۔ اب قادیانیوں نے ایک صنعت کو بہت پروان چڑھایا ہوا ہے اور وہ ہے تاویل کی صنعت' ان کی تاویل تراشی پر علامہ اقبال کا یہ شعر صادق آتا ہے۔

احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآں کو بنا سکتے ہیں پاژند

یہ اسی تاویل کا کرشمہ ہے کہ قادیانیوں نے حکومت انگلیشیہ کو (نعوذ باللہ) حاکم برحق کا درجہ دیا' گویا کرشمہ انہوں نے تاویل کے ساتھ اصطلاح قرآنی کو مسخ کرنے سے حاصل کیا' یعنی جائے اولی الامر منکم (تم مسلمانوں میں سے جو حکمران ہو اس کی اطاعت کرو) کے صرف اولی الامر (جو حکمران ہو اس کی اطاعت کرو) کہا' کیسے باشد ان کی بلا سے' مسلمانوں پر جو چاہے حکومت کرے۔ صرف شرط یہ ہے کہ قادیانی (انگریزوں کے) مقربین کی صف میں شامل ہوں۔ انگریزوں کو حاکم تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ جہاد کا منسوخ قرار دیا جانا' قادیانی مذہب کے لئے ناگزیر تھا کیونکہ ایک طرف مسلمانوں کو انگریزوں کے اتباع کی تلقین کی جائے اور دوسری طرف وہ ان کے خلاف جہاد پر آمادہ ہو جائیں تو خدمت سرکار کا اہتمام نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ بات سیدھی کہو' ادھر ان کی تاویل آمیز تفاسیر میں الجھاؤ تھا' موقع ملے تو بال کی کھال اتارنے سے دریغ نہیں کرتے اور منطق کام نہ آئے تو "الہامی" حوالے دیئے جاتے ہیں' جس کا اس کے سوا اور کیا جواب دیا جا سکتا ہے کہ ؎

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارتگر اقوام ہے صورت چنگیز

لیکن یہ بہت بعد کی باتیں ہیں۔ مرزا محمود احمد نے دعویٰ کیا کہ انہیں قرآن کریم کی تفسیر خوابوں میں سمجھائی گئی۔ اب انسان کسی عام نکتے پر تو بحث کر سکتا ہے لیکن اس نکتے پر کیا اظہار رائے

> **مرزا قادیانی نے اپنے شہر قادیان کے بارے میں پیشگوئی کی کہ وہ اس قدر ترقی کرے گا کہ اس کا ایک سرا دریائے بیاس تک جا ملے گا..... لیکن قیام پاکستان کے ساتھ ہی قادیان کی تھوڑی بہت رونق بھی ختم ہو گئی اور وہاں ان کے گھروں میں انسانوں کی بجائے گدھے بندھے رہ گئے**

کرے' جو خوابوں کے ذریعے کسی کی طبیعت رسا پر "وا" اور منکشف ہوا ہو' ان کے خوابوں میں کسی اور کا کیسے گزر ہو سکتا ہے؟ مجھے عمر کے ساتھ ساتھ قادیانیت کے محرکات اور مضمرات پر سوچ بچار کا موقع ملا اور میں اپنی تحقیق کے نتائج کسی مناسب جگہ پیش کروں گا لیکن اس وقت بھی مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس امت کا مقصد اولیٰ' امت مسلمہ کی وحدت و تنظیم کی جڑیں کاٹنا ہے' وہ مسلمانوں سے ایسی صورت میں وابستہ رہنے پر اصرار کر رہے تھے' جب ان کے جماعتی مفادات ان کے قطعی خلاف تھے۔ اول تو وہ بر صغیر میں انگریزوں کے زوال کے تصور کو ہی ناممکن سمجھتے تھے' ان کی تمام سیاست کا تکیہ انگریزی تسلط کا مستقل قیام تھا' وہ اگر مسلمانوں کے ساتھ نظر آتے تھے تو اس لئے کہ مسلمانوں کے سیاسی حقوق پر اپنا حق جما سکیں۔ آخر ظفر اللہ خان وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں مسلمان کہلانے کی بنا پر پہنچے' یہ امر انگریزوں اور قادیانیوں دونوں کو راس تھا اس طرح انگریزوں کو وفادار نائب ملتے تھے اور قادیانیوں کو تقسیم انعامات میں خصوصی حصہ۔ دوسری طرف وہ کانگریس سے بھی رابطہ رکھتے تھے کہ داخلی طور پر انتقال اقتدار ہوا تو وہ بہت بڑی جماعت کی حیثیت سے اکثر صوبوں کے حاکم ہوں گے اور وہ یقیناً انگریزوں کی طرح ایسی جماعت کو استعمال کرنا چاہیں گے' جس کا ایمان ہی "اولی الامر" کی اطاعت ہے' لیکن جب یہ سیاسی گومگو کی حالت زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکی اور افق پر جنگ کے آثار سے یہ ظاہر ہونا شروع ہو گیا کہ انگریز کو ہندوستان کے متعلق فیصلہ کرنا پڑے گا' تو قادیانی اصلیت اظہر من الشمس ہو گئی اور انہوں نے صاف طور پر بر صغیر کی تقسیم کے خلاف اکھنڈ بھارت کے تصور کو ترجیح دی۔ بات یہ تھی کہ جب تک انگریز کا سایہ عاطفت قائم تھا' ان کے لئے دو غلے پن کی گنجائش تھی' وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کا ہمدرد بھی ظاہر کر سکتے تھے اور ہندوؤں سے سیاسی لین دین بھی کر سکتے تھے۔ لیکن انگریز کے بعد کی صورت حالات میں انہیں دو میں سے ایک متبادل کا انتخاب کرنا لازمی ہو گیا۔ اکھنڈ بھارت میں ان کے پنپنے کے زیادہ امکانات ہیں یا پاکستان میں؟ اب انہیں صاف نظر آیا کہ ایک خالص اسلامی مملکت میں ان کا گزارا نہیں ہو سکتا اور اس کے مقابل اکھنڈ بھارت میں جہاں کانگریس سیکولر طرز حکومت قائم کرنا چاہتی

انگریز نے چودھری ظفر اللہ خان کو وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا رکن بنایا تو اس نے اپنے پوزیشن کا فائدہ اٹھا کر بہت سے مسلمان بیروزگار نوجوان کو ملازمت کے لالچ میں قادیانی بنایا

ہے' انہیں اپنی جمعیت کو مضبوط کرنے کا خاصا موقع ملے گا۔ پھر وہ تو ازلی وفادار ہیں' کانگریس انہیں (قادیانیوں کو تقسیم کے بعد بھارت میں رہ جانے والے) مسلمانوں پر بہر حال ترجیح دے گی جن (ہندوستان میں رہ جانے والے مسلمانوں) کی سرشت میں غیر مسلمانوں کے خلاف بغاوت لکھی ہوئی ہے اور جن کی اکثریت تحریک پاکستان کی موید ہونے کی وجہ سے راندہ درگاہ ہو گئی۔ سو قادیانیوں نے اپنا پورا وزن بر صغیر کی سیاست کے ترازو...... مسلم لیگ کے مخالف پلڑے میں ڈال دیا۔

بے شک یہ پیش رفت اس زمانے سے تعلق نہیں رکھتی جب میں قادیانیوں کے متعلق سوچ رہا تھا لیکن ان کی باتیں سن کر طرز عمل دیکھ کر میرے دل میں کوئی شک و شبہ نہ رہا تھا کہ بالآخر وہ کس طرف جائیں گے؟ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے' ہم عموماً اپنے فہم کی تسکین دلیلوں اور لفظوں کے استعمال میں ڈھونڈتے ہیں' لیکن قرآن کریم مشاہدہ پر زور دیتا ہے' پوچھا کہ ہم مرنے کے بعد دوبارہ کیسے اٹھیں گے؟ جواب ملا تو آپ پیدا کیسے ہوئے تھے؟ جو خالق ایک بار پیدا کر سکتا وہ دوسری بار بھی اٹھا سکتا ہے۔ علم کا اصل منبع ہی مشاہدہ ہے اور میرے مشاہدہ نے میرے اندر بدرجہ اتم یہ ایقان پیدا کر دیا کہ قادیانیوں کا مسلمانوں سے کوئی علاقہ نہیں اور میں اپنے لئے مسلمانوں کا راستہ انتخاب کر چکا تھا۔

قادیانیت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے پیروکار مرزا صاحب کی پیشگوئیاں پر بہت انحصار کرتے ہیں۔ بات بات پر ان کی پیشگوئیوں کا حوالہ دیتے ہیں اور اس کے پورا ہونے کی تشہیر کرتے ہے' مثلاً ان کی ایک پیشگوئی قطعی مسلمانوں کے حق میں نہ تھی' جب بنگال کے ہندو تقسیم بنگال' جو عین مسلمانوں کے فائدے میں تھی کے خلاف تحریک چلا رہے تھے' تو مرزا صاحب کو الہام ہوا کہ "دلجوئی کی جائے گی۔"

اب جب ۱۹۱۱ء میں تقسیم کے فیصلے کو منسوخ کر دیا گیا تو حقیقتاً دلجوئی ہندوؤں کی ہوئی۔ قادیانی حضرات کہہ سکتے ہیں کہ اس سے غرض نہیں پیشگوئی کس کے حق میں پوری ہوئی' انہیں تو اس کے اہتمام سے غرض ہے۔ قادیانی پیشگوئیوں کی صداقت کے اس قدر قائل ہیں کہ وہ انہیں بروئے کار لانے کی بھی کوشش کرتے ہیں' چنانچہ ایک پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کی

بعثت ثانی دمشق کے ایک منارے پر ہوگی۔ چنانچہ ایک طرف تو قادیان میں منارۃ المسیح ہنوایا گیا' رہی سہی کسر مرزا محمود احمد صاحب نے پوری کردی کہ جب وہ سفر یورپ پر جارہے تھے یا آرہے تھے دمشق ٹھہرے اور وہاں کی مسجد کے مینار پر چڑھے۔ وہ خود تو "مسیح موعود" نہ تھے ان کا دعویٰ صرف "مصلح موعود" ہونے کا تھا' لیکن جس حد تک وہ مرزا صاحب کے فرزند اور خلیفہ ہونے تک ان کی نمائندگی کرسکتے تھے انہوں نے اس پیشگوئی کو اپنے باپ کی طرف سے پورا کردیا۔

میرا پیشگوئیوں کے متعلق تفصیل بتانے کا مقصد یہ اتمام حجت ہے کہ قادیانی انہیں اپنے مستقبل کا دارومدار سمجھتے ہیں' اب ایک اہم معاملے میں مرزا صاحب کی پیشگوئی سے بالکل الٹ نتیجہ پیدا ہوا' جس کے متعلق ان کا ایک شعر ہے:

زمین قادیان محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

قادیان جس قدر قادیانیوں کو محبوب ہوسکتا ہے' اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ قادیان کے متعلق مرزا صاحب نے پیشگوئی کی تھی کہ وہ اتنی ترقی کرے گا کہ اس کا ایک سرا دریائے بیاس تک جا ملے گا اور اس کی شان و شوکت دیکھ کر لوگ کہیں گے کہ کبھی لاہور ہوتا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ اس وقت اس کی عظمت کے سامنے لاہور مات ہوگا' اب خدا کا کرنا کیا ہوا کہ تقسیم برصغیر سے قادیان غالباً متروکہ شہروں میں سب سے زیادہ متاثر و ماؤف ہوا کہ مشرقی پنجاب کے دوسرے شہر تو مسلمانوں کے نکل آنے پر ہندوؤں اور سکھوں نے آباد کردیئے لیکن قادیان کی کوئی تجارتی یا دوسری اہمیت نہ تھی۔ اس کی اہمیت یہی تھی کہ وہ مرزائیوں کا مرکز ہے' جس تک ریلوے لائن بھی اس لئے نکالی گئی کہ چوہدری ظفر اللہ خان وائسرائے کی کونسل کے ریلوے ممبر تھے ورنہ مسافروں کی آمد و رفت اس کے لئے کوئی جواز مہیا نہ کرتی تھی۔ اس لئے تقسیم پر قادیانی تو اسے چھوڑنے پر مجبور ہوگئے کہ جان کا خطرہ تھا لیکن ہندوؤں' سکھوں نے اسے آباد کرنے کے لائق نہ جانا اور میں نے سنا کہ اب وہاں ہمارے مکانوں میں گدھے بندھے ہیں' گویا قادیان کی صرف رونق ہی ضائع نہ ہوئی' بلکہ وہ ویران ہوگیا۔ اسے زیادہ پیشگوئی کے غلط ہونے کا اہتمام نہ ہوسکتا تھا' چونکہ میں ۱۹۴۹ء سے لندن میں تھا اور مجھے تقسیم کے بعد قادیان کی مکمل تباہی کے بارے میں قادیانیوں کے رد عمل کا علم نہ تھا اس لئے جب ۱۹۵۰ء میں واپس آیا تو یہ معلوم کرنے کے لئے بہت متجسس تھا کہ اس المیے کا ان کے دلوں میں کیا اثر ہوا؟ لوگوں کے قدم تو اس پیشگوئی کی تعبیر معکوس سے ڈگمگا گئے ہوں گے' لیکن میری حیرانی کی انتہا نہ رہی' جب میں نے دیکھا کہ اس حادثے سے ان کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ یہ احساس کا فقدان تھا یا تاویلوں کی تاثیر۔ ان کے ایمانوں میں کوئی فرق نہ پڑا تھا۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ ایک کوشش بھی نہیں ہوئی' اسلام میں کسی اور نبوت کے اجرا کے لئے دروازہ نہ کھولا گیا' یہ جسارت صرف ہندوستان میں انگریزوں کی عملداری میں ہوئی۔ قادیانیت' انگریزوں کی سنگینوں کے تلے پروان چڑھی' قادیانی نبوت سراسر دور از کار تاویلات کی تصنیف ہے' کہیں مسیح علیہ السلام کی بعثت ثانیہ کا سہارا لیا گیا ہے' کہیں ضعیف حدیثوں پر انحصار کیا گیا ہے' کہیں پوچ استدلال پر' مثلاً یہ دلیل کہ انعامات خداوندی کبھی بند نہیں ہوتے تو نبوت کا دروازہ کیسے بند ہوسکتا ہے؟ جسے ایک قادیانی شاعر نے گھڑی سے تشبیہ دی ہے:

کیا فائدہ رکھنے کا گھڑی جیب میں یارو!
جب وقت کی پڑتال پہ پاتے ہو گھڑی بند

لیکن جب اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اپنی نصیحت پوری کردی تو آپ کو خاتم النبیین قرار دیا۔ اسلام نیا مذہب نہیں' یہ وہی پیغام ہے جو ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام پر وحی کیا گیا' لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس پیغام کی تکمیل ہوئی اور اس تکمیل اور اتمام نعمت کا خاصہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ لیا' جب کہ توراۃ اور انجیل کے متعلق اس قسم کی ذمہ داری نہیں اٹھائی اور اسی وجہ سے ان میں تحریف ہوئی' ان صریح احکامات میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں' چونکہ اسلام میں یہ نکات بنیادی تھے' ان پر پوری امت کا اجماع ہوا تا آنکہ قادیان سے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی صدا لگائی' اگر یہ کہا جائے کہ ہندوستانی "نبوت" کی اس لئے ضرورت پڑی کہ فی زمانہ مسلمانوں کی حالت بہت گرچکی تھی تو امت پر اس سے پہلے بھی بڑے بڑے بحران آئے' کسی "نبوت" کا بندوبست کیوں نہ ہوا؟! (اور آج تو اس لحاظ سے مسلمان زیادہ بحرانوں کا شکار ہیں) پھر قادیانیوں نے اول کام ہی یہ کیا کہ وہ مسلمانوں سے کٹ گئے اور انہوں نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ تعمیر کی' پھر انہوں نے صرف مسلمانوں سے سروکار ہی نہ رکھا بلکہ ان کے خلاف کام کیا۔

قادیانیوں نے اپنی "نبوت" کے جواز میں عجیب دلیلیں دی ہیں' ایک یہ کہ مرزا قادیانی کی "نبوت" سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اور بلند ہوتا ہے کہ ان کے امتی بھی "نبی" بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں' یہ ایک دفاعی دلیل ہے کہ کہیں یہ نہ کہا جائے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے ورنہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ۔

چہ بے خبرز مقام محمد عربی است

اگر انہوں نے ایک طرف یہ کہا تو دوسری طرف ان سے اپنی حقانیت میں یہ بیان بھی سنایا گیا کہ اگر چوہدری ظفر اللہ خان جیسا لائق آدمی (یہ بات ان دنوں خاص طور پر کہی جاتی تھی' جب چودھری صاحب وائسرائے کونسل کے رکن تھے) مرزا صاحب کو "نبی" مانتا ہے تو اس سے زیادہ ان کی "صداقت" کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے؟ انہی پوچ باتوں نے مجھے قادیانی موقف سے بیزار کیا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ قادیانی نے سنجیدگی سے نبوت کے متعلق سوچا نہیں یا ان میں سنجیدہ فکر کی اہلیت ہی نہیں۔ پھر مجھے خیال آیا کہ اگر وہ اپنے عقیدے سے وابستہ ہیں تو دنیا میں لوگ طرح طرح کی بوالعجبیوں کو مانتے ہیں' انسانی ذہن ہر عقیدے کا جواز ڈھونڈ لیتا ہے' لیکن بہر حال قادیانیت کو اسلام کے اس عالمگیر مقصد سے کوئی تعلق نہیں اور اس کا کوئی درک نہیں جو "ان الدین عند اللہ الاسلام" میں مضمر رکھا گیا ہے کہ اسلام کل انسانیت کے لئے ہے اور اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری نوع انسانی کے لئے مبعوث فرمائے گئے تھے وہ کسی خاص قوم کے لئے نہیں آئے جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا مقصد بنی اسرائیل کے دین کی تجدید تھی۔ وہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تھے جس کا مطلب ہے اسلام دنیا کے آخر تک انسانیت کو راہ ہدایت دکھاتا رہے گا اور وہ اس کے سوا اور کوئی نجات اخروی کا ذریعہ نہ پائے گی۔ اس عظیم الشان مشن کا تقاضا تھا کہ قرآن کریم محفوظ رہے اور اس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے اور تاریخ کی شہادت ہے کہ وہ چودہ سو سال بعد بھی حرف بحرف وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تھا اور تا قیامت اسی طرح یہ تحریف سے محفوظ رہے گا اور دوسرے امت مسلمہ کا وجود ثابت و سالم رہے گا کیونکہ اگر وہ منقسم' منفرق اور منتشر ہو گئے تو اسلام کی قوت نفوذ ختم ہو جائے گی' اسلام کی سرمدی تعلیم مسلمانوں کے ٹھوس جسد سیاست کی مقتضا تھی' وہ ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم تھے۔ اب تاریخ اس امر پر بھی شاہد ہے کہ باوجود اس حقیقت کے مسلمانوں پر ہر قسم کی فکری و جماعتی اور سیاسی آفتیں آئیں ان کا قلب صحیح اور زندہ رہا۔ بے شک درجنوں فرقے پیدا ہوئے مسلمانوں پر عروج کے ساتھ زوال آیا اور وہ اغیار کے دست نگر اور تابع بھی بنے لیکن ان میں اپنی وحدت کا جذبہ کبھی سرد نہ پڑا اور صداقت یہی ہے کہ وہ ہر امتحان اور آزمائش کے بعد ابھرے۔

اس ناقابل شکست زندہ احساس وحدت کا' جو ہر زمانے میں مسلمانان عالم میں جاری و ساری رہا' رکن اعلیٰ اور عامل اعظم وہ گہرا تعلق ہے جو مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے رہا اور جو اسی طرح قائم رہ سکا کہ وہ خاتم النبیین تھے اور کوئی اور نبی یا پیغمبر مسلمانوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حائل نہیں ہوا۔ یہ ناقابل تردید نفسیاتی حقیقت ہے کہ اگر خدانخواستہ کوئی تیسرا عامل کسی شخص یا ادارے کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے درمیان حائل ہو جاتا تو یہ قلبی تعلق جو مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محسوس ہوتا ہے اور جس پر ہر دوسرا تعلق قربان کیا جا سکتا ہے قائم نہ رہ سکتا۔ کہنے کو تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت عشق و محبت کا اظہار کرتے ہیں لیکن عملی صورت کیا ہے؟ ان کے گھروں میں ہر وقت مرزا صاحب کا ذکر ہوتا ہے' مرزا صاحب سے ان کے پیروؤں کے تعلق کے متعلق وہ خود ایک لطیفہ بیان کرتے ہیں کہ: ایک آدمی کے متعلق مرزا صاحب کو معلوم ہوا کہ وہ ان کے متعلق بحث کے سلسلے میں کسی مسلمان سے لڑ پڑا۔ مرزا صاحب نے اسے کہا کہ تمہیں نہیں لڑنا چاہئے تھا' تو اس شخص نے جواب دیا کہ آپ تو اپنے آقا (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں ہر ایک سے لڑتے ہیں' میں اپنے آقا (مرزا صاحب) کے بارے میں کیوں نہ لڑوں؟ اس قادیانی کے لئے "آقا" کا مفہوم بدل گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ رسول اللہ کے لئے خاتم النبیین کے مقام کا تعین محض ان کی عظمت کے اظہار کے لئے نہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ کی اس تدبیر کے ماتحت ہے کہ اسلام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دین انسانیت بنایا گیا ہے اور اس تدبیر کو عملی جامہ پہنانے کے لئے نہ صرف قرآن کریم ابد تک محفوظ رہے گا بلکہ امت مسلمہ کا وجود سالم و ثابت رہے گا اور جس کا سراسر انحصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کے تعلق پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ تدبیر اتنی ہی غیر مبدل ہے جیسے کائنات کا نظام' سورج مشرق سے چڑھے گا اور مغرب میں غروب ہو گا۔ زمین سورج کے گرد گردش کرتی رہے گی اور چاند زمین کے گرد چکر لگاتا رہے گا۔ دن رات کے تعاقب میں لگا رہے گا اور رات دن کے۔ جب مردہ شہر پر پانی برسے گا تو اس سے ہر قسم کی سبزیاں اگیں گی' تا آنکہ یوم موعود آجائے اور زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو جائے۔

☆☆
☆☆

ہفت روزہ ختم نبوّت کا اٹھارواں سال

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
۲۹/ مئی ۱۹۷۴ء کا سورج قادیانیوں کی موت کا سامان لے کر طلوع ہوا تھا' یہ وہ دن تھا جب قادیانیوں کے موجودہ بھگوڑے پیشوا مرزا طاہر کی قیادت میں ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر قادیانی غنڈوں اور بد معاشوں نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے نہتے طلبا پر ہاکیوں' ڈنڈوں اور خنجروں سے اس وقت حملہ کیا جب وہ بذریعہ چناب ایکسپریس ملتان واپس جا رہے تھے۔ ان کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے ملتان سے پشاور جاتے ہوئے ربوہ (موجودہ چناب نگر) ریلوے اسٹیشن پر اپنی دینی غیرت و حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی "ختم نبوت زندہ باد" کے نعرے لگائے تھے۔ ان نعروں کی گھن گرج سے قادیانیوں کے سینوں پر سانپ لوٹ گئے اور انہوں نے پشاور سے واپسی پر ان طلبا سے بدلہ لینے کا پروگرام بنایا' چنانچہ واپسی پر جوں ہی گاڑی ربوہ اسٹیشن پر پہنچی تو پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت قادیانی غنڈوں نے نہتے طلبا پر حملہ کر کے ان کو لہولہان کر دیا۔ طلبا شدید زخمی کر دیئے گئے' جب تک گاڑی رکی رہی قادیانی غنڈے اپنے نام نہاد خلیفہ کے حکم پر اپنے خبیث باطن کا اظہار طلبا پر تشدد کے ذریعے کرتے رہے۔ جونہی قادیانیوں کی اس بزدلانہ کارروائی کی خبر فیصل آباد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی تو گاڑی کے فیصل آباد پہنچنے تک ختم نبوت کے ہزاروں پروانے جمع ہو گئے۔ عوام میں زبردست اشتعال پھیل گیا' فضا نعرہ تکبیر اللہ اکبر' تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد' قادیانیت مردہ باد' کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔ زخمی طلبا کی مرہم پٹی کی گئی۔ اس طرح "تحریک ختم ۱۹۷۴ء" کا آغاز ہوا۔ یہ عظیم الشان تحریک ۲۹/ مئی ۱۹۷۴ء سے شروع ہوئی اور ۷/ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر منتج ہوئی۔ (اسی نسبت سے ہفت روزہ "ختم نبوت" کی ہر نئی جلد کا آغاز ہر سال ۲۹/ مئی سے ہوتا ہے) اس تحریک میں شہداء کی تعداد گو زیادہ نہیں لیکن پھر ان کی تعداد جتنی بھی ہے تحریک کی کامیابی انہی شہداء ختم نبوت کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے جان کی بازی لگانے والوں کے لئے کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

اے جان دینے والو محمدؐ کے نام پر
رفع بہشت سے بھی تمہارا مقام ہے

شہداء ناموس رسول آخرین محمد عربی صلی

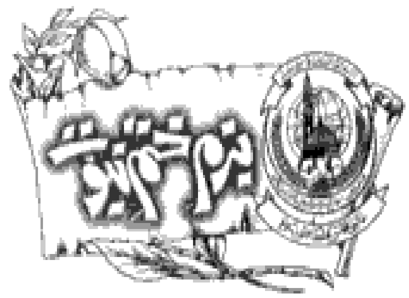

مولانا محمد اشرف کھوکھر (ایڈیٹر)

اللہ علیہ وسلم اور تحریک ختم نبوت کی یاد کو زندہ رکھنے' عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے تعاقب اور ان کی ظاہرہ و خفیہ سازشوں سے عوام الناس کو آگاہ کرنے کے لئے "ختم نبوت" کے نام سے ایک ہفت روزہ رسالہ کی اشد ضرورت تھی۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری' حضرت مولانا احسان احمد شجاع آبادی' مولانا محمد علی جالندھری' مولانا لال حسین اختر' مولانا محمد حیات اور محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری (رحمہم اللہ) علی الترتیب اس قافلہ کے امیر کارواں شیخ طریقت حضرت اقدس' مرشدی شیخ المشائخ خواجہ خان محمد مدظلہ العالی اور نائب امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی قیادت و سیادت میں ایک عرصہ سے تمنا تھی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پیغام کو عام کرنے کے لئے "ختم نبوت" ہی کے نام سے ایک ہفت روزہ جاری کیا جائے' لیکن یہاں کی کسی "اسلامی حکومت" نے اس نام سے پرچہ جاری کرنے کی اجازت نہ دی۔ صدر ضیاء الحق مرحوم کے دور میں درخواست دی گئی لیکن وہ درخواست مرزائی سازشوں کا شکار ہو گئی اور "ختم نبوت" شائع کرنے کی اجازت نہ مل سکی۔ اس مسئلہ پر پورے ملک میں احتجاج ہوا' جمعہ کے اجتماعات میں قراردادیں پاس کی گئیں' جن میں رسالہ کا ڈیکلریشن دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ خطوط اور محضر نامے بھی بھیجے گئے لیکن "ڈھاک کے وہی تین پات چوتھے کی آس نہیں" یہ مطالبہ پورا نہیں کیا گیا۔ اسی اثنا میں جناب محترم راجہ محمد ظفر الحق صاحب وفاقی وزیر اطلاعات مقرر ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد شریف جالندھری اور مبلغ ختم نبوت اسلام آباد حضرت مولانا عبدالرؤف الازہری نے راجہ محمد ظفر الحق صاحب سے ملاقات کی اور ان کے سامنے رسالہ کے ڈیکلریشن کا مسئلہ رکھا اور عرض کیا کہ راجہ صاحب! یہ بات آپ کے لئے سعادت اور اخروی نجات کا باعث ہو گی اگر آپ "ختم نبوت" کے نام سے رسالہ شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ جناب راجہ صاحب نے فائل منگوائی اور مخالفانہ رپورٹوں کے باوجود ہفت روزہ "ختم نبوت" کا ڈیکلریشن منظور کر لیا کہ "میں یہ اپنے لئے باعث سعادت سمجھ کر منظور کر رہا ہوں" اس طرح رسالہ کا ڈیکلریشن منظور ہو گیا۔ (الحمد للہ) ہفت روزہ "ختم نبوت" اب پوری آب و تاب کے ساتھ پابندی اوقات کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ زیر نظر شمارہ سے ہفت روزہ "ختم نبوت" کی اٹھارہویں جلد کا آغاز ہو رہا ہے۔ (الحمد للہ) پاکستان میں شائع ہونے والے دینی رسالوں میں ہفت روزہ "ختم نبوت" سب سے زیادہ شائع ہوتا ہے اور پوری دنیا میں اس کے قارئین کا حلقہ موجود ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو قائم و دائم رکھے۔ اندرونی اور بیرونی

باقی صفحہ ۲۵

پہلی قسط

پروفیسر منزہ خانم' اسلام آباد

رسولِ آخرینؐ کا اندازِ گفتگو

وفود سے معاملات کے تناظر میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گفتگو ایک شخص کی سیرت و کردار کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ شیخ سعدیؒ نے فرمایا۔

تامرد سخن نہ گفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

جب ایک شخص گفتگو کرتا ہے تو اس کے حسن و قبح سامنے آتے ہیں۔ ہر شخص کی پہچان اس کی گفتگو ہے۔ واضح صاف اور ہر فرد کے لئے قابل فہم ہونی چاہئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ایک دوسرے سے الگ الگ ہوتا تھا اور آپ کے الفاظ گنے جاسکتے تھے اور باآسانی یاد کئے جاسکتے تھے۔" (ملاحظہ ہو بخاری کتاب العلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو متانت و سنجیدگی کا اعلیٰ نمونہ تھی آپ اپنے ہی فرمان کے مصداق تھے کہ **قل الخیر والا فاسکت** (اچھی گفتگو کرو ورنہ خاموش رہو) نبی کریم ﷺ قرآن کریم کی اس آیت کی عملی تصویر تھے کہ **قولوللناس حسنا** (لوگوں سے اچھی بات کہو اور ان سے عمدہ انداز گفتگو اختیار کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف خود محتاط اور سنجیدہ گفتگو فرماتے بلکہ آپ لوگوں کو بھی فرمایا کرتے تھے **املک علیک لسانک** (گفتگو کرتے وقت زبان کو قابو رکھو) کیونکہ زبان کی بے باکیاں سب اعمال حسنہ کو بے وزن اور بے نور کردیتی ہیں' اس لئے اس کے بارے میں ہوشیار اور محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ طبرانی میں ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف وہی بات کرتے تھے جس پر آپ کو ثواب کی امید ہوتی تھی۔"

حضور اکرم ﷺ کا منشاء دراصل یہ تھا کہ بے ضرورت اور نامناسب و غیر پسندیدہ گفتگو سے آدمی اپنی زبان کو روکے رکھے۔ جس شخص کا یہ طرز عمل ہوگا' قدرتی بات ہے کہ وہ کم بولنے والا اور زیادہ خاموش رہنے والا ہوگا۔ پیغمبر خدا ﷺ کو اس دنیا میں سب سے زیادہ بولنے کی ضرورت تھی کہ قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کے لئے آپ ﷺ کو ہدایت دینی تھی اور آپ ﷺ اس ضرورت سے گفتگو میں کوئی کمی نہ کرتے تھے۔ بتانے کی ہر چھوٹی بڑی بات بتلاتے تھے' لیکن اس کے باوجود آپ کے دیکھنے والے صحابہ کرامؓ نے آپ کا حال یوں بیان کیا ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ خاموش رہتے تھے۔" (مشکوٰۃ باب فی اخلاقہ وشمائلہ ج ۳' ص ۳۱)

ظاہر ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ کی گفتگو کا انداز اتنا محتاط اور سنجیدہ تھا کہ سوائے نورانی اور پاکیزہ گفتگو کے آپ ﷺ نے زبان مبارک کو جنبش ہی نہیں دی تو دوسروں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملات' میل جول اور حسن سلوک بھی اتنا ہی عمدہ اور احسن ہوگا۔ حضور اکرم ﷺ کی تعلیم' آپ کی گفتگو اور حسن معاملت میں اتنی حکیمانہ وسعت اور ایسی جامعیت تھی کہ مختلف طبیعتیں اور رجحانات رکھنے والے بندگان خدا' اپنی اپنی استعداد اور اپنے ذوق کے مطابق حضور اکرم ﷺ سے فیض و برکات حاصل کرتے تھے۔ فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے کلام خداوندی کے بعد کلام رسول اللہ ﷺ ہے جس کی نظیر انسانی تاریخ میں کہیں نظر نہیں آتی۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"انا افصح العرب" (میں عربوں میں فصیح ترین ہوں) یعنی عرب میں ندرت کلام کا شہنشاہ ہوں۔ ایک بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضورؐ سے عرض کیا میں نے آپ سے زیادہ فصیح کوئی شخص نہیں دیکھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے فصیح ترین ہونے میں کیا چیز رکاوٹ ہوسکتی ہے جبکہ میں قریش ہی سے ہوں اور میں نے اپنا بچپن بنی سعد کی آغوش میں گزارا ہے۔" (ابن سعد طبقات ج ۱' ص ۷۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "جو کلمہ بھی عربی زبان کا میں نے کسی عرب سے سنا وہ

اس سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکا تھا۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم متنوع حیثیات کے مالک اور متعدد مناصب کے حامل تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم داعی اسلام بھی تھے' مبلغ بھی تھے' قافلہ سالار بھی تھے اور امیر لشکر بھی' پرانے دین کو منسوخ کرنے والے اور نئے قوانین کو وضع کرنے والے تھے۔ لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے موضوعات اور معاملات کے انداز بھی متنوع تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطبین میں بھی ہر قسم کے لوگ شامل تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مناسبت سے گفتگو اور معاملات فرمایا کرتے تھے علامہ ابن قیم رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو میں جاذبیت' اکملیت اور جامعیت تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سادہ اور آسان لیکن فصیح ترین زبان استعمال کرتے تھے' گفتگو نہایت واضح اور دل میں اتر جانے والی ہوتی تھی' اس میں کسی طرح کا ابہام نہ ہوتا تھا' اور نہ ہی مشکل الفاظ اور بھاری بھرکم تراکیب ہوتی تھیں۔" (ابن قیم الجوزیہ زادالمعاد ج ۱' ص ۹۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ دنیا میں تشریف لانے والے آخری نبی تھے' اس لئے ضروری تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز خطاب میں انتہائی سادگی ہو جس سے آپ کا مفہوم نہ صرف اپنے زمانے کے لوگوں پر واضح ہو بلکہ قیامت تک آنے والی نسلیں بھی اس سے پوری طرح مستفیض ہو سکیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق گفتگو کرو۔"

اسی اصول کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سالہ مکی دور میں اسلامی مشن کی تکمیل کے لئے جس خوش گفتاری اور حسن معاملت کا عظیم مظاہرہ فرمایا' وہ آج بھی حدیث' سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں پوری تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ مخالفین اسلام کو سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ اس عظیم ہستی سے جو کوئی بھی ایک دفعہ ہم کلام ہو گیا پس وہ پھر اس کا ہو کر رہ جاتا تھا۔ انہوں نے چوراہوں اور عام گزرگاہوں پر آدمی بٹھائے ہوئے تھے کہ اس شخص سے گفتگو نہ کرنا وہ تمہیں اپنی گفتگو اور حسن اخلاق کے جال میں ایسا پھنسائے گا کہ تمہارا اس سے بچ کر نکلنا ناممکن ہو گا۔ چنانچہ قبیلہ دوس کے سردار طفیل دوسی کا اپنا بیان ہے کہ جب وہ مکہ آیا تو قریش کے رؤساء نے مکہ کی آبادی سے باہر جاکر اس کا استقبال کیا اور کوشش کی کہ نہ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچنے پائے اور نہ ہی ان کا کلام سن سکے اس لئے وہ قریش کے کہنے میں آگیا اور جب بھی وہ خانہ کعبہ جاتا تو کانوں میں روئی ٹھونس لیتا تاکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کی بھنک بھی اس کے کان میں نہ پڑ جائے۔ آخر میں وہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ کلام سنتے ہی اسلام کی نعمت سے مالا مال ہو گیا۔ (محمد بن عبدالباقی زرقانی ج ۴' ص ۲۳)

مکی دور ختم ہوا تو ہجرت مدینہ سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوتا ہے۔ اکا دکا وفود تو ۵ ہجری ہی میں آنا شروع ہو گئے تھے' اسی دوران عمرہ القضاء اور صلح حدیبیہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سلاطین اور امراء کے نام اپنے مکاتب ارسال فرما کر انہیں یہ حقیقت اچھی طرح سمجھا دی تھی کہ اب عرب پہلے کی طرح کوئی کھلی چراگاہ نہیں ہے اور نہ ہی ایک لاوارث قطعہ زمین ہے بلکہ وہ ایک باضابطہ حکومت کے زیر نگیں ہے اور ایک کارفرما طاقت موجود ہے جو ہر لحاظ سے چوکس اور مضبوط ہے' وہ کسی پرائی حکومت سے دبنے والی بھی نہیں بلکہ وہ چیلنج کر رہی ہے اور چیلنج کرنے کا دم خم اس میں موجود ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز تخاطب نے اس عہد کے درباریوں کو بری طرح چونکا دیا تھا' کیونکہ ان لوگوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ کوئی شخص روم و ایران کے ذی شان شہنشاہوں کو اس جرات و بیباکی سے مخاطب کر سکتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مروجہ آداب کا اہتمام کرتے ہوئے بطور خاص مہر کرنے کے لئے انگوٹھی بھی بنوائی تھی' جس پر "محمد رسول اللہ" کے الفاظ کندہ تھے۔ (البخاری علی بن برہان الدین السیرہ الحلبیہ ج ۳' ص ۹۳' کتاب العلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حسب عادت اور روایت کے مطابق اپنے خطوط اور کلام میں کمال اعجاز کا مظاہرہ فرمایا اور دو لفظوں میں وہ بات کہہ دی کہ "اسلم تسلم" (اسلام لے آؤ سلامتی پا جاؤ گے) جو حضور اکرم ﷺ کی سیاسی بصیرت اور ذہنی برتری کی ایک اعلیٰ ترین دلیل ہے اور بلاغت و فصاحت کا بھی کمال ہے۔ ان دو لفظوں میں ایک بحر بے کراں پنہاں ہے' اور بے پناہ معانی کی وسعت ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے اس خطاب نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا' حکمرانوں کے ایوانوں میں تہلکہ مچ گیا' اور انہیں اپنی حکومتوں کے لالے پڑ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان خطوط اور مکاتب کا چرچا سارے عرب میں تھا اور ہر جگہ اس کا تذکرہ کیا جاتا تھا۔ ۸ ہجری میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے مبارک ہاتھوں سے مکہ فتح فرمایا اور پھر غزوہ تبوک سے آپ ﷺ مظفر و منور واپس ہوئے سرداران قریش نے اسلام قبول کرلیا۔ ●●

تحریر: نسرین کوثر

مغربی خواتین کا قبول اسلام اور امریکی ذرائع ابلاغ کی معاندانہ روش

اخلاقی اور نفسیاتی لحاظ سے امریکی معاشرہ میں سکون و قرار اور دلجمعی کا سخت فقدان ہے۔ نیز خاندانی روابط و تعلقات اور عائلی زندگی کی حالت بہت خراب ہو چکی ہے۔ زیادہ تر امریکی جوڑے باہمی چپقلش کا شکار ہیں۔ امریکہ میں عورتوں کے لئے سب سے بڑا مسئلہ طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح ہے۔ عزتوں پر حملے اور پرس چھین لینے کے واقعات میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا ہے۔ جیساکہ امریکی عدالتوں کے جاری کردہ اعداد و شمار میں بیان کیا گیا ہے۔

ریڈرز ڈائجسٹ نے اپنی ایک اشاعت میں بتایا ہے کہ آج کل امریکہ میں ۱۹ سال سے کم عمر کی غیر شادی شدہ لڑکیوں میں سے ۶۴.۴ فیصد بااولاد ہیں جبکہ اس کے مقابلہ میں ۱۹۶۵ء میں صرف ۱۶.۷ فیصد کنواری مائیں موجود تھیں۔

کنواری ماؤں کی نصف سے زیادہ تعداد اپنے بچوں کے باپوں کے پاس نہیں رہ رہی۔ ان میں سے ۲۵ فیصد سے زیادہ کبھی بھی اپنے بچوں کے باپوں کے پاس نہیں رہیں۔ غیر شادی شدہ ماؤں میں سے صرف ۲۰ فیصد کو اپنی زندگی گزارنے کے لئے عمدہ مادی امداد مل رہی ہے۔ کنواری ماؤں کی نصف سے بھی کم تعداد' آئندہ برسوں میں شادی کرے گی' جب کہ ان میں سے تقریباً نصف تعداد کو آئندہ پانچ برسوں میں طلاق ہو جائے گی۔ ۲۰ فیصد سے زائد نوجوان امریکی لڑکیوں کو اسقاط حمل کے تلخ تجربے سے گزرنا پڑتا ہے۔ امریکی معاشرے کے بارے میں یہ خوفناک حقائق اس بڑے خلا کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو اس معاشرے کی بنیادوں کو متزلزل کر رہا ہے۔ اس کا شکار عورت کو ہی بننا پڑتا ہے۔ جو زیادہ تر اٹھارہ برس کی عمر میں ہی معرکہ حیات میں حصہ لینے پر مجبور ہو جاتی ہے تاکہ وہ اپنے لئے مناسب آمدنی کا بندوبست کر سکے۔

کئی امریکی ریاستوں میں باحجاب مسلمان خواتین کو بے توقیری کا سامنا کرنا پڑتا ہے

امریکی سوسائٹی کی اس دگرگوں اخلاقی اور سماجی حالت کی بنا پر بہت سی امریکی عورتیں 'دین اسلام میں دیئے گئے عورت کے مقام' عزت واحترام کو بہت حیرت سے دیکھتی ہیں۔ وہ اسلام کے اس پہلو سے خاص طور پر بہت متاثر ہوتی ہیں کہ ایک مسلمان عورت کتنے آرام و سکون اور عزت و وقار سے زندگی گزارتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکی عورتیں اسلام کی طرف راغب ہو رہی ہیں کیونکہ وہ قبول اسلام کو امریکی معاشرے میں اپنی تمام سماجی مشکلات کا حل سمجھتی ہیں۔ امریکہ میں مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ اسلام قبول کر رہی ہیں۔

امریکہ کی ایک نومسلم خاتون "امینہ السلمی" ہیں جن کا تعلق "کولوراڈو" امریکی ریاست سے ہے۔ انہوں نے ۱۹۷۷ء سعودی عرب کے طالب علم کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔ محترمہ اس وقت امریکہ میں "عالمی اتحاد برائے مسلم خواتین" کی سربراہ ہیں۔ دعوت و تبلیغ کا کام تسلسل کے ساتھ کر رہی ہیں۔ امریکیوں کو مختلف اسلامی موضوعات پر لیکچر دینے کے لئے ہروقت متحرک رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محترمہ کو موثر اسلوب خطابت سے نوازا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ انہیں ۳۰۰۰ ہزار اشخاص کے ذاتی خطوط موصول ہو چکے ہیں جن میں ان افراد نے ان کی تبلیغ کے نتیجے میں اسلام قبول کرنے کا اقرار کیا ہے۔

ایک اور خاتون سلمیٰ فریدمان نے قبول اسلام کے بعد "ڈائیلاگ سوسائٹی فار ینگ مسلم جنریشن" بنائی ہے۔ ریاست ورجینیا اور دیگر ریاستوں میں جدید مسلم نسل کے ساتھ ان کا خصوصی رابطہ ہے۔

واشنگٹن کی امریکی یونیورسٹی کی ایک طالبہ' نیکولا بالیوان ہیں۔ جنہوں نے قبول اسلام کے بعد جنوبی امریکہ کی لاطینی الاصل امریکی مسلم خواتین کے ساتھ مل کر "لاطینی امریکی مسلم خواتین سوسائٹی" قائم کی ہے۔ یہ سوسائٹی بنیادی طور پر سپانوی زبان بولنے والوں میں اسلام کی تبلیغ کرتی ہے۔ یاد رہے کہ سپانوی زبان' ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی دوسری بڑی زبان ہے۔ امریکہ میں متعدد ایسی خواتین ہیں جنہوں نے دین اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی زندگیاں دعوت و تبلیغ اسلام کے لئے

وقف کر دی ہیں اور امریکہ میں اسلام کے پھیلانے کے لئے مصروف عمل رہتی ہے۔

ستمبر ۱۹۹۶ء میں ایک لیکچر میں مسلم مبلغ داعی (سابق امریکی اداکارہ) روفیل ہاریز اور امینہ السلمی نے شرکت کی۔ اس لیکچر کا موضوع تھا "تعدادِ ازدواج" محترمہ امینہ نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا "اسلام میں تعداد کا نظام مرد کے فائدے کے لئے نہیں بلکہ عورت کے مفاد میں ہے۔ عام حالات میں ایک مرد کے لئے ایک عورت کافی نہیں ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شادی کے بغیر رہے تو اس کی زندگی اجیرن بن جاتی ہے۔ اسی طرح بیوہ ہونے کی صورت میں عورت کے لئے اپنے بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال کا فریضہ تنہا ادا کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہوتا ہے' بلکہ خود اپنی گزربسر کے لئے بھی وہ دوسروں کی دست نگر ہوتی ہے۔ اسے کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے اسلام نے دوسری شادی کرنے کی اجازت دی ہے۔ گویا ایک مرد کے لئے ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت کا فائدہ عورتوں کو ہے۔" روفیل ہاریز نے اپنے لیکچر میں کہا: "میں نے قرآن کریم میں جب غور و فکر کیا تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کے لئے ایک ہی بیوی بنائی تھی لہذا شادی میں اصلی مثالی صورت یہی ہے کہ ایک خاوند کے لئے ایک بیوی ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ نے معاشرے کی ضروریات کے پیش نظر یعنی عورتوں کے مفاد میں مرد کو ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت دی۔ مرد کی ضروریات کے لئے نہیں بلکہ عورت کے فائدہ و سہولت کی خاطر۔"

امریکی عورتوں میں قبول اسلام کے قوی رجحانات کے پیش نظر امریکی ذرائع ابلاغ نے اسلام اور مسلم روایات کے خلاف ایک منظم مہم چلا رکھی ہے۔ یہ ذرائع ابلاغ مسلسل عورت کے پردہ حجاب کو اپنی تنقید و استہزاء کا نشانہ بناتے ہیں۔ کئی امریکی فلموں میں یہ تاثر دیا گیا ہے کہ مسلم پردہ نشین عورت سماج سے کٹ کر گوشہ تنہائی میں رہ رہی ہے۔ وہ ایک قسم کی باندی ہے جس کی خاوند کے مقابلہ میں کوئی عزت نہیں ہے' نہ ہی اسے خود مختاری حاصل ہے۔ امریکہ کی کئی ریاستوں میں باحجاب مسلمان خواتین کو بے توقیری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اپریل ۱۹۹۶ء میں اوکلاہوما کے مشہور سانحہ کے بعد ۲۰۰ نسلی امتیازات کے واقعات ہوئے' ان میں سے ایک نسلی امتیاز کے حادثہ کے نتیجہ میں "سلام" نامی ایک مسلمان بچہ مارا گیا۔ اسلامی امریکی تعلقات کونسل (Cair) کی جاری کردہ رپورٹوں کے مطابق اس قسم کے سانحات جاری ہیں۔ چنانچہ گزشتہ دنوں کیلی فورنیا ریاست کے شہر سان فرانسسکو کے ایئرپورٹ پر ایک مسلمان ضعیف العمر خاندان اور اس کی بیٹی کی بلاوجہ جسمانی تلاشی لی گئی۔ "کیئر" کی مداخلت پر ایئرپورٹ کے ڈائریکٹر نے معذرت کی اور وعدہ کیا کہ مذکورہ افسر کو عنقریب ایک کورس پر بھیجا جائے گا تاکہ اسے دیگر ثقافتوں کے لوگوں کے ساتھ پیش آنے کی تربیت دی جائے۔

ان تمام تر مزاحمتوں کے باوجود اسلام امریکہ میں پھیل رہا ہے اور اس کے پھیلاؤ میں بنیادی کردار مسلم خواتین کا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مغربی عورت کی بے راہ روی ہی مغربی سماجی عمارت کے انہدام کی بنیاد بنی ہے۔ ہمارا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ انشاء اللہ مسلمان عورت ہی امریکہ میں اشاعت اسلام کی کلید ثابت ہوگی۔

☆☆......☆......☆......☆☆

مرکزی دفتر ختم نبوت پر پولیس کی ناجائز کارروائی قابل مذمت ہے (مجلس ختم نبوت ڈی آئی خان)

ڈیرہ اسمٰعیل خان (نمائندہ خصوصی)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر پر پولیس کے ناجائز چھاپے اور عملے کی یرغمالی کے خلاف ملک عزیز پاکستان کے دوسرے چھوٹے بڑے شہروں سمیت ڈیرہ اسمٰعیل خان میں بھی یوم احتجاج منایا گیا۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان کی تمام جامع مساجد کے جمعۃ المبارک کے بڑے بڑے اجتماعات میں قراردادیں منظور کی گئیں اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ پولیس کی اس ناجائز کارروائی کے خلاف فوری طور پر حکومت ایکشن لے

بقیہ: بزم ختم نبوت

دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے اور دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا موضوع ہے رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و سیرت کی طرف اپنے مسلمان بھائیوں کو دعوت دینا' اسلامی اتحاد کی صفوں کو درست کرنا' وہ تمام لوگ جو رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت سے وابستہ ہیں انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا' مسلمانوں میں دینی و ملی احساس بیدار کرنا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کا ہر موقع اور ہر محاذ پر تعاقب کرنا۔ یہی اغراض و مقاصد ہفت روزہ "ختم نبوت" کے ہیں۔ ہم اللہ رب العزت کی توفیق و عنایت سے یہ کوشش کرتے ہیں کہ بہتر سے بہتر انداز میں مضامین قارئین کے مطالعہ کے لئے شائع کریں۔ اس کے لئے ہم اپنے باتوفیق قارئین سے بھرپور تعاون اور مخلصانہ و عاقلانہ مشوروں کی بھی درخواست کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں خلوص نیت کے ساتھ عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے بھرپور تعاقب کی توفیق بخشے۔ (آمین)

اخبارِ ختمِ نبوّت

شیخ طریقت حاجی فاروق صاحب سکھر والے انتقال فرماگئے

مولانا محمد یوسف لدھیانوی‘ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر‘ مولانا منظور احمد الحسینی اور دیگر علمأ کرام کا اظہار تعزیت

سکھر (پ ر) سلسلہ امدادیہ تھانویہ کے عظیم روحانی بزرگ حضرت مولانا مسیح اللہ خان کے خلیفہ ارشد شیخ طریقت حاجی فاروق صاحب سکھر والے بروز جمعہ لاکھوں مریدوں کو افسردہ چھوڑ کر دار فانی سے دار بقا کی طرف تشریف لے گئے۔ حاجی فاروق صاحب سکھر ایکسپریس سے کراچی کے لئے روانہ ہوئے تھے کہ حیدرآباد اسٹیشن پر آپ کو دل کا دورہ پڑا اور آپ رحلت فرماگئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) آپ کو سکھر واپس لے جایا گیا جہاں جامع مسجد سکھر میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور آپ کو اکابر علمأ کرام کے پہلو میں سپرد خاک کردیا گیا۔ آپ کے جنازے میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ مرحوم سکھر کی برگزیدہ شخصیات میں سے تھے آپ سکھر میں ابتدا ہی سے مقیم تھے اور حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب سے آپ کو خلافت حاصل تھی۔ آپ ایک ادارے "مکتبہ النور" کے بانی اور مجلس صیانۃ المسلمین کے سربراہ بھی تھے۔ آپ کے مواعظ کی آٹھ حصے طبع ہوچکے ہیں۔ آپ کے ہزاروں مرید پاکستان‘ ہندوستان‘ افریقہ‘ انگلینڈ وغیرہ میں ہیں۔ آپ کے کئی خلفأ دعوت وارشاد کا کام انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی اچانک رحلت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی‘ مولانا منظور احمد الحسینی‘ مفتی محمد جمیل خان‘ مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری‘ مولانا نذیر احمد تونسوی‘ مولانا محمد اشرف کھوکھر‘ محمد انور رانا‘ محمد عثمان‘ جامعہ بنوری ٹاؤن کے رئیس ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر‘ شیخ طریقت مفتی نظام الدین شامزئی‘ مولانا سعید احمد جلالپوری‘ قاری فیض اللہ چترالی‘ جمعیت علمأ اسلام کے مولانا عبدالصمد ہالیجوی‘ ڈاکٹر خالد محمود سومرو‘ قاری شیر افضل‘ قاری محمد عثمان‘ مولانا حماداللہ شاہ‘ سپاہ صحابہؓ کے مولانا محمد احمد مدنی اور دیگر علمأ کرام نے حاجی فاروق صاحب کی رحلت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت فاروق صاحب کے درجات عالیہ کو بلند فرمائے۔ (آمین)

○

روسی خاتون نے قبول اسلام کے بعد تبلیغ شروع کردی

قاہرہ (انٹرنیشنل ڈیسک) روسی خاتون یورد کوفا اسلام قبول کرنے کے بعد روس اور وسطی ایشیاء کی ریاستوں میں اسلام کی تبلیغ کے لئے گرانقدر خدمات انجام دے رہی ہے الازہر یونیورسٹی کی اسلامی ریسرچ اکیڈمی نے یورد کوفا کے روسی زبان میں قرآن مجید کے ترجمے کی منظوری دے دی ہے یورد کوفا نے عربی اخبار "الیوم" کو ایک انٹرویو میں کہا کہ وہ اپنی زندگی میں دو مرتبہ خوشی کی حالت میں روئی پہلی مرتبہ جب اس نے اسلام قبول کیا اور دوسری مرتبہ جب الازہر یونیورسٹی نے اس کے کئے گئے ترجمے کی منظوری دی یورد کوفا نے کہا کہ روس میں اسلام سے متعلق نہایت غلط تصور پایا جاتا ہے روسی مسلمانوں کو بے فکرے غربت کے مارے‘ دھوکے سے قتل کردینے والے اور جابر سمجھتے ہیں مرا تعلق ایک بنیاد پرست عیسائی خاندان سے ہے میری ملاقات ایک عرب مسلمان ڈاکٹر محمد سعید الرشد سے ہوئی اور بعد میں ہم نے شادی کرلی میں نے ایک عورت کے طور پر اسلام کو سمجھنے کی کوشش شروع کردی میرا شوہر مجھے بتاتا کہ اسلامی اقدار کیا ہیں؟ اس نے مجھے اسلامی کتابیں لاکر دیں میں نے پڑھا کہ اسلام میں عورت کو عظمت کی معراج دی گئی ہے اور عورت کو احساس دلایا ہے کہ وہ بھی انسان ہے اسلام عورت کو حقیقی آزادی دیتا ہے اور یہ آزادی اس آزادی سے بالکل مختلف ہے جس پر مغربی عورت فخر کرتی ہے۔ قرآن پاک پڑھنے سے میرا ذہن کھل گیا اور زندگی کے حقائق مجھ پر آشکار ہوئے میں جتنا اسے پڑھتی گئی اس کے مطلب کی گہرائیاں مجھ پر واضح ہونا شروع ہوگئیں

قادیانیت کش

موضوعات

مرزائیت شکن مجاہد

مرزا قادیانی کے فرشتے

مرزا قادیانی کی خوراک

مرزا قادیانی کا لباس

مرزا قادیانی کا معافی نامہ

گلدستہ اشعار ختم نبوت

اے گستاخ رسولؐ!
زرا دامن تو دیکھ

قادیانی اخلاق
ایک سازش ..... ایک جال

قادیانی نواز!
اسلام کا موذی دشمن

ڈاکٹر عبد السلام کون؟
ایک تعارف ..... ایک تجزیہ

ظالم کون؟
مسلمان یا قادیانی

☆ بہترین کاغذ ☆ دیدہ زیب پرنٹنگ ☆ جاذب نظر چار رنگا ٹائٹل ☆ صفحات 176 قیمت -/70 روپے
مجاہدین ختم نبوت کیلئے صرف -/35 روپے + ڈاک خرچ : 16

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

پڑھیے اور تحفظ ختم نبوت کے لئے آگے بڑھیے !!!

جی ہاں! تحفظ ختم نبوت آپ کا بھی فرض ہے۔ آپ نے یہ فرض کس حد تک ادا کیا؟

REGD. NO. SS-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے زیرِ اہتمام

چودھویں سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوّت کانفرنس برمنگھم

۸ اگست ۱۹۹۹ء بروز اتوار بمقام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ بیلگریو روڈ برمنگھم صبح ۹ تا شام ۷ بجے

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمدؐ صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

- مسئلہ ختم نبوّت
- حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام
- مسئلہ جہاد
- قادیانیت کے عقائد و عزائم
- مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور اُن کی دہشت گردی

کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور اُن کا تعاقب جاری رکھیں گے

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت
35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9 9 ایچ زیڈ یو کے
فون: 0171-737-8199